عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۴۱ | ۱۱تا۱۸/صفر المظفر ۱۴۴۴ھ مطابق ۸تا۱۵/ستمبر ۲۰۲۲ء | شمارہ: ۳۴

تحریکِ ختمِ نبوّت کا تسلسل

تحفظِ ختمِ نبوّۃ کانفرنس کراچی

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

مرنے کے بعد روحیں کہاں جاتی ہیں؟

س:...... ہندو لوگ اپنے مُردوں کو آگ میں جلا دیتے ہیں تو ان کی میت جل کر راکھ ہوجاتی ہے اور ان کی کوئی قبر نہیں ہوتی، پھر ان پر عذاب قبر کیسے ہوگا اور کافروں کی روحیں کہاں جاتی ہیں؟

ج:...... موت نام ہے انسان کی روح نکلنے کا، جب روح نکل جاتی ہے تو فرشتے نیک لوگوں کی روحوں کو علیین (ایک مقام ہے) لے جاتے ہیں اور بُرے لوگوں کی روحوں کو سجین لے جاتے ہیں، پھر انسان کی لاش کو قبر میں دفن کردیا جائے یا جلا کر راکھ کردیا جائے یا سمندر میں ڈال دیا جائے یا یوں ہی محفوظ کردیا جائے، ہر حال میں اس پر عالم برزخ کے اثرات شروع ہوجاتے ہیں جس کو عام طور پر زندہ انسان محسوس نہیں کرتا۔ اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی حکمت ہے۔ انسان کے مرنے سے لے کر قیامت کے دن دوبارہ زندہ ہونے تک کے وقت کو عالم برزخ کہا جاتا ہے، عالم برزخ میں اللہ تعالیٰ کی قدرت سے میت کی روح اور جسم کے درمیان ایک نادیدہ اور اَن دیکھا تعلق قائم رہتا ہے۔ روح اور جسم کے اسی رابطہ کی وجہ سے میت کو ثواب اور عذاب کا احساس ہوتا ہے، اس لئے جسم کسی بھی شکل میں ہو روح کے تعلق سے راحت اور کلفت میں مبتلا رہتا ہے۔ اسی کو عذاب قبر یا ثواب قبر کہا جاتا ہے اور اسی عذاب قبر سے دعا میں پناہ مانگی جاتی ہے۔

کیا عذابِ قبر قرآن مجید سے ثابت ہے؟

س:...... قرآن مجید میں کہیں عذاب قبر ثابت ہے؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں عذابِ قبر کے متعلق کچھ نہیں ہے؟

ج:...... یہ کہنا درست نہیں ہے کہ قرآن مجید میں عذابِ قبر کا کوئی ذکر نہیں، کیونکہ فرعون اور آل فرعون جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں آئے اور دریا میں غرق کردیئے گئے تھے، ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ”النار یعرضون علیها غدواً وعشیاً ویوم تقوم الساعة ادخلوا آل فرعون اشد العذاب۔“ (المومن:۴۶)... یہ صبح و شام آگ پر پیش کئے جاتے ہیں اور جس دن قیامت قائم ہوگی حکم ہوگا کہ آلِ فرعون کو سخت ترین عذاب میں داخل کردو...

اس آیت میں جو صبح و شام آگ پر پیش کئے جانے کا ذکر ہے، ظاہر ہے اس سے قبر اور برزخ کا عذاب مراد ہے، کیونکہ قیامت تو ابھی قائم نہیں اور عذابِ قبر دراصل آخرت کے عذاب کی تمہید ہے۔ آخرت میں جو حساب کتاب ہوگا وہ محض اتمام حجت کے لئے ہے نہ کہ یہ معلوم کرنے کے لئے کہ کون عذاب کا مستحق ہے اور کون نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے علم میں تو یہ بات پہلے سے موجود ہے کہ فی الواقع عذاب کا کون مستحق ہے اور کون نہیں۔ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہیں وہ اپنی مخلوق کے انجام کو جاننے کے لئے کسی حساب کتاب کے محتاج نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ قبر کے عذاب کے مسئلہ پر بکثرت صحیح اور صریح احادیث موجود ہیں۔ اس پر اہلِ سنت والجماعت کا اجماع ہے اور اس کا انکار شدید گمراہی میں داخل ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

مجلس ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۴۱ ۱۱ تا ۱۸ ؍صفر المظفر ۱۴۴۴ھ، مطابق ۸ تا ۱۵ ؍ستمبر ۲۰۲۲ء شمارہ: ۳۴

اس شمارے میں!

تحفظ ختم نبوت کانفرنس کراچی....	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر	۹	مولانا سحبان محمود رحمہ اللہ
سیلاب کی تباہ کاریاں اور کرنے کے کام	۱۳	پیر فاروق بہاؤالحق شاہ
عیسائی پادریوں سے چند سوالات (۱۳)	۱۵	مولانا فضل محمد یوسف زئی مدظلہ
فلاحی ریاست اور اسوۂ نبوی	۱۸	مولانا زاہد الراشدی مدظلہ
....خدا کی رحمت کے دَر کھلے ہیں	۲۰	مولانا ندیم احمد انصاری
مؤمن کی زندگی....	۲۲	مولانا عبید اللہ خالد مدظلہ
تحفظ ختم نبوت کانفرنس کراچی کی قراردادیں	۲۷	ادارہ

سرپرست
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا اللہ وسایا

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبد اللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن مینجر
محمد انور رانا

تزئین وآرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بنیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبد الرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد المجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِنبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

قسط: ۵

۱۵:...اسی سال حضرت عمار بن یاسر کا گھرانہ نورِ اسلام سے منوّر ہوا، وہ خود، ان کے بھائی عبداللہؓ بن یاسرؓ، ان کے والد یاسرؓ بن عامر اور ان کی والدہ سمیہؓ بنت سِلم، یا بنتِ خباط اسلام لائے ، یہ چاروں حضرات ابوحذیفہ ابن مغیرہ کے حلیف تھے، حضرت عمار اور حضرت صہیب رضی اللہ عنہما ایک ہی دن مسلمان ہوئے اور ان کے والدین اور بھائی ان کے کچھ دن بعد۔

۱۶:...اسی سال حضرت صہیب بن سنان رُومی رضی اللہ عنہ اسلام لائے ، ایک قول یہ ہے کہ حضرت صہیبؓ تیس پینتیس اَشخاص کے بعد اس وقت اسلام لائے جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ''دارِ اَرقم'' میں فروکش تھے، مگر یہ قول ضعیف ہے۔

۱۷:...اسی سال حضرت خباب بن ارت تمیمی یا خزاعی، رضی اللہ عنہ اسلام لائے ، یہ بنوزہرہ کے حلیف تھے، اور اسلام لانے میں ان کا چھٹا نمبر ہے۔

۱۸:...اسی سال حضرت مُصعَب بن عمیر القرشی العبدری جو قبیلہ قریش کی ایک شاخ بنی عبدالدار کے ایک فرد تھے، عیاش بن ربیعہ، ارقم بن ابی الارقم، ان دونوں کا تعلق قریش کی ایک شاخ بنومخزوم سے تھا، عثمان بن مظعون اور ان کے دو بھائی قدامہ بن مظعون اور عبداللہ بن مظعون اسلام لائے ، اوّل الذکر چار حضرات بھی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے تھے، حضرت ارقم کے اسلام لانے پر عنقریب مزید گفتگو ہوگی، (رضی اللہ عنہم اجمعین)۔

۱۹:...اسی سال حضرت ابوعبیدہ بن عامر بن عبداللہ بن الجراح القرشی الفہری رضی اللہ عنہ سعادتِ اسلام سے بہرہ یاب ہوئے ، اور لسانِ نبوّت سے ''اس اُمت کے امین'' کا تمغہ ان ہی کو عطا ہوا۔

۲۰:...اسی سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی ابوسلمہ عبداللہ بن عبدالاسد القرشی المخزومی رضی اللہ عنہ اسلام لائے ، ان کی والدہ برّہ بنتِ عبدالمطلب ہیں، اسلام لانے میں ان کا گیارھواں نمبر ہے۔

۲۱:...اسی سال حضرت سعد بن ابی وقاص کے بھائی عامر بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما اسلام لائے ، علامہ ابنِ اثیرؒ ''اُسد الغابہ'' میں لکھتے ہیں کہ:
''ان کا اسلام دس مردوں کے بعد تھا۔''

۲۲:...اسی سال حضرت عبداللہ بن مسعود اور عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب بن عبدمناف القرشی المطلبی رضی اللہ عنہما اسلام لائے ۔

۲۳:...اسی سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، نیز سعید بن زید رضی اللہ عنہ، جن کا شمار عشرہ مبشرہ میں ہوتا ہے، اور خنیس بن حذافہ السہمی رضی اللہ عنہ اسلام لائے ۔ بعض نے کہا کہ حضرت جعفرؓ کا اسلام ۵ نبوّت کا واقعہ ہے، جیسا کہ آگے آتا ہے۔

۲۴:...اسی سال سعید بن ابی العاص کے آزاد کردہ غلام مُعَیقیب بن ابی فاطمہ رضی اللہ عنہ اسلام لائے ۔

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

تحریک ختم نبوت کا تسلسل

تحفظ ختم نبوت کانفرنس کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

۴ رصفر المظفر ۱۴۴۴ھ مطابق یکم ستمبر ۲۰۲۲ء بروز جمعرات باغ جناح، مزار قائد میں عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، اس موقع پر راقم نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی تاریخ، تعارف، کارہائے نمایاں، تحریکات ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء، ۱۹۸۴ء اور ان تحریکات میں اہل کراچی کی کاوشوں کا تذکرہ کرتے ہوئے مندرجہ ذیل خطبۂ استقبالیہ پیش کیا جو افادہ عام کے لیے نذر قارئین ہے۔

علمائے کرام، مشائخ عظام وزعمائے ملت...... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آج کی اس عظیم الشان فقید المثال تحفظ ختم نبوت کانفرنس کو رونق بخشنے والے تمام علمائے کرام ومشائخ عظام، قائدین، سیاسی رہنماؤں اور کانفرنس میں شرکت کرنے والے تمام عاشقانِ رسول کو دل کی گہرائیوں سے خوش آمدید کہتا ہوں اور آپ تمام حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے اپنی تمام تر مصروفیات کو ایک طرف رکھتے ہوئے دور دراز علاقوں سے سفر کرکے اس کانفرنس میں شرکت کرکے اس کو کامیابی سے ہمکنار کیا اور ہماری عزت افزائی فرمائی۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کی حاضری کو قبول فرمائے اور اپنی شان کریمی کے مطابق آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

اس موقع پر رُواں رُواں بارگاہِ خداوندی میں سربسجود ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا یہ سمندر سرکارِ دوعالم خاتم الانبیاء سیدنا ومولانا حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت وعقیدت کے اظہار کے لیے یہاں جمع ہے۔ ہمارا دل تشکر کے جذبات سے لبریز ہے کہ عاشقانِ رسول کا یہ عظیم اجتماع حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے تحفظ کے لیے تجدید عہد ووفا کے لیے یہاں حاضر ہے، ہماری جبین نیاز اللہ رب العزت کے حضور خم ہے کہ ہم سب آج یہ عزم لے کر آئے ہیں کہ اپنا تن، من، دھن سب آقائے نامدار سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کے لیے قربان کردیں گے مگر آپ کی عزت وناموس پر آنچ نہیں آنے دیں گے۔

معزز مہمانانِ گرامی!

آج یہاں جمع ہونے والے فدایان ختم نبوت میں ہر نسل، ہر قوم، ہر مسلک، ہر جماعت، ہر زبان بولنے والے لوگ شامل ہیں اور اپنی مسلکی، قومی اور لسانی شناخت اور پہچان مٹا کر صرف اور صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کی حیثیت سے یہاں جمع ہیں، کیوں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا رشتہ وہ مضبوط رشتہ ہے جس کے سامنے ہر تفریق، ہر فرق اور ہر امتیاز مٹ جاتا ہے۔ ویسے بھی عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ کسی ایک فرد، ایک جماعت، ایک تنظیم کا کام نہیں، بلکہ پوری امت مسلمہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس عقیدہ کی حفاظت کرے۔

حاضرین مجلس!

اسلام کی بنیاد کلمہ طیبہ پر ہے، اس کلمے کے دو جزو ہیں: اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اعتراف واقرار۔ اس اعتراف واقرار کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کے سوا کسی مدعی الوہیت کا وجود نا قابل برداشت ہے، اسی طرح حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی مدعی نبوت کا بساط نبوت پر قدم رکھنے کی جرأت کرنا بھی لائق تحمل نہیں، یہی ''عقیدۂ ختم نبوت'' کہلاتا ہے۔ جس پر آج تک امت مسلمہ قائم رہی ہے۔ جو لوگ لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے ایمان واقرار سے سرشار ہو کر نورِ ایمان سے منور ہو چکے ہیں اور اسلامی برادری کا حصہ ہونے پر فخر کرتے ہیں، ان پر یہ ذمے داری عائد کی گئی ہے کہ وہ مشرکوں کی سرکوبی کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باغیوں کے خلاف بھی سینہ سپر ہو جائیں اور جھوٹے مدعیان نبوت کے طلسم کو پاش پاش کر کے رکھ دیں۔ اسی ذمے داری کا نام ''تحفظ ختم نبوت'' ہے۔

چوں کہ اس عقیدے کا تحفظ دین کی اساس اور بنیاد ہے۔ عقیدۂ ختم نبوت ہے تو ہمارا دین محفوظ ہے، عقیدۂ ختم نبوت ہے تو قرآن محفوظ ہے، عقیدۂ ختم نبوت ہے تو دین کی تعلیمات محفوظ ہیں۔ اگر یہ عقیدہ باقی نہیں رہتا تو پھر نہ دین باقی رہے گا، نہ اس کی تعلیمات اور نہ قرآن باقی رہے گا۔ بعد میں آنے والے ہر نبی کو دین میں تبدیلی وتنسیخ کا حق ہوگا۔ اس لیے اس عقیدے پر پورے دین کی عمارت قائم ہے، اسی میں امت کی وحدت کا راز مضمر ہے، یہی وجہ ہے کہ جب کبھی کسی نے اس عقیدے میں نقب لگانے کی کوشش کی یا اس مسئلے سے اختلاف کرنے کی کوشش کی، اسے امتِ مسلمہ نے سرطان کی طرح اپنے جسم سے علیحدہ کر دیا، اس لیے ختم نبوت کا تحفظ یا بہ الفاظ دیگر منکرین ختم نبوت کا استیصال دین ہی کا ایک حصہ ہے، مسلمانوں نے ہمیشہ اسے اپنا مذہبی فریضہ سمجھا ہے۔ امت نے ہر دور میں اپنا یہ فریضہ احسن طریقے سے انجام دیا اور اس فریضے کی ادائیگی میں کسی کوتاہی اور غفلت کی مرتکب نہیں ہوئی۔

محترم حاضرین مجلس!

حریم نبوت کی پاسبانی اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کی نگہبانی ہر مسلمان کا دینی اور ملی فریضہ ہے اور مسلمانوں نے کسی بھی دور میں کبھی بھی اس فریضہ سے غفلت نہیں برتی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اسود عنسی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مسیلمہ کذاب کو کیفر کردار تک پہنچانے سے لے کر آج تک جب کبھی کسی نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر کے ردائے ختم نبوت کو تار تار کرنے کی کوشش کی تو امت مسلمہ نے اس کا مقابلہ کر کے اس کوشش کو ناکام بنا دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے آج تک ایک واقعہ بھی ایسا نہیں بتایا جا سکتا کہ کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہو اور مسلمانوں نے اس پر خاموشی اختیار کی ہو۔

معزز حاضرین!

ہندوستان میں جب قادیانی فتنہ نے سر اٹھایا تو امت مسلمہ اور علمائے اُمت اس فتنہ کا سر کچلنے کے لیے میدان عمل میں اترے۔ اس فتنے کے مقابلے میں تمام مکاتب فکر کے جید علماء اور مشائخ صف آرا ہوئے، لیکن ان تمام سرکردہ علماء میں حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ اس فتنہ کے مقابلہ میں ہمیں سب سے آگے نظر آئے۔

حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ گویا کہ اس فتنے کے خاتمے کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور تھے، اس فتنے کے سدباب کے لیے وہ ہمیشہ بے چین و بے قرار رہتے، ایک اضطراب اور دل میں درد تھا جو انہیں چین نہ لینے دیتا، فرمایا کرتے تھے: جب یہ فتنہ کھڑا ہوا تو چھ ماہ تک مجھے نیند نہیں آئی اور یہ خطرہ لاحق ہو گیا کہ یہ فتنہ کہیں دین محمدی کے زوال کا باعث نہ بن جائے۔ مگر چھ ماہ کے بعد دل مطمئن ہو گیا کہ دین محمدی باقی رہے گا اور یہ فتنہ خود ختم ہو جائے گا۔ حضرت امام العصر نے خود بھی اس موضوع پر گرانقدر کتابیں تصنیف کیں اور اپنے شاگردوں کو بھی اس کام پر لگایا، حضرت علامہ

کشمیری رحمہ اللہ اپنے شاگردوں سے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور رد قادیانیت کے لیے کام کرنے کا عہد لیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو شخص قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن شفاعت سے وابستہ ہونا چاہتا ہے، وہ قادیانی درندوں سے ناموس رسالت کو بچائے۔

جدید تعلیم یافتہ طبقہ تک اپنی آواز پہنچانے کے لیے حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ نے مولانا ظفر علی خان اور علامہ اقبال کو تیار و آمادہ کیا۔

حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کام کو باقاعدہ منظّم کرنے کے لیے خطیب الامت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو امیر شریعت مقرر کر کے باقاعدہ مجلس احرار کو اس کام کی طرف متوجہ کیا اور تحفظ ختم نبوت اور ردّ قادیانیت کا محاذ ان کے سپرد کیا۔ انہوں نے باقاعدہ اس کے لیے مستقل شعبہ تبلیغ قائم کیا اور اس کے تحت فتنہ قادیانیت کے مقابلے کے لیے اپنی تمام تر کوششیں اور صلاحیتیں صرف کر دیں۔ ان کے سرفروشوں نے قادیانیت کا پوسٹ مارٹم کیا اور پورے ملک میں اپنے جوش خطابت سے مرزائیت کے لیے نفرت کا ماحول پیدا کر دیا اور ان سرفروشوں نے اپنے شعلۂ خطابت سے قادیانی نبوت کے خرمن کو پھونک ڈالا۔

پاکستان بن جانے کے بعد مرزا محمود اپنی ذریت کے ساتھ پاکستان آیا اور یہاں اپنا اثر و رسوخ استعمال کر کے قادیانیت کو فروغ دینے کی کوششیں شروع کر دی۔ فوج میں ان کا گہرا اثر و رسوخ تھا، کلیدی مناصب پر انہوں نے قبضہ جما لیا۔ پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ ظفر اللہ قادیانی قرار پایا، اس طرح قادیانیت نے پاکستان میں اپنی جڑیں مضبوط کرنا شروع کیں۔

ان حالات میں قادیانیت کے خلاف کام کرنے کے لیے امیر شریعتؒ نے ملکی سیاسیات سے دست کش ہونے کا اعلان کر دیا اور جنوری ۱۹۴۹ء سے صرف اور صرف عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کام کرنے کا اعلان فرمایا۔ قادیانی سازشوں کی روک تھام کے لئے تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء برپا ہوئی لیکن اسے بزور طاقت کچل دیا گیا۔ آئندہ کا لائحہ عمل مرتب کرنے کے لیے ملتان کی ایک چھوٹی سی مسجد ''مسجد سراجاں'' میں ۱۴؍ربیع الثانی ۱۳۷۴ھ (مطابق ۱۳؍دسمبر ۱۹۵۴ء) کو اپنے مخلص رفقاء کی ایک مجلس مشاورت طلب فرمائی، جس میں حضرت امیر شریعتؒ کے علاوہ مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ، خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا محمد شریف بہاول پوریؒ، مولانا شیخ احمدؒ (بورے والا)، مولانا محمد عبداللہ درائے پوریؒ، مولانا عبدالرحمٰن میانویؒ، مولانا تاج محمود لائل پوریؒ (فیصل آبادی)، مولانا محمد شریف جالندھریؒ، مولانا عبدالرحیم اشعرؒ، مولانا غلام محمد بہاول پوریؒ وغیرہ شریک ہوئے۔ غور و فکر کے بعد ۱۹۴۹ء کے فیصلے کو آگے بڑھانے کے لئے ''مجلس تحفظ ختم نبوت'' کے نام سے ایک غیر سیاسی تبلیغی تنظیم کی بنیاد رکھی گئی۔ جس کے پہلے امیر حضرت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری بنائے گئے۔

۹؍ربیع الاول ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۱؍اگست ۱۹۶۱ء کو حضرت امیر شریعتؒ کا وصال ہوا اور جماعت کو طفولیت کے عالم میں یتیم کر گئے۔ شاہ جیؒ کے بعد حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ (المتوفی: ۹؍شعبان ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۱؍اپریل ۱۹۷۱ء) امیر دوم، حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ (المتوفی: ۲۴؍صفر ۱۳۹۱ھ مطابق ۲۱؍اپریل ۱۹۷۱ء) امیر سوم اور مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ (المتوفی ۱۱؍جولائی ۱۹۷۳ء) امیر چہارم منتخب ہوئے۔ مولانا لال حسین اخترؒ کے بعد فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیات رحمۃ اللہ علیہ کو نئے انتخابات تک مسند امارت عارضی طور پر تفویض ہوئی، خیال تھا کہ آئندہ جماعت کی زمام قیادت مستقل طور پر انہیں سپرد کر دی جائے مگر اپنے ضعف و عوارض کی بنا پر انہوں نے اس گراں باری سے معذرت کا اظہار فرما دیا۔ یہ ایک بحران تھا کہ جس سے اس عظیم الشان پیش قدمی رک جانے کا خطرہ لاحق ہو گیا تھا، لیکن حق تعالیٰ شانہٗ کا وعدہ حفاظت دین یکایک ایک لطیفہ غیبی کی شکل میں رونما ہوا، اور وہ اس منصب عالی کے لیے اسلاف کے علوم و روایات کی حامل ایک ہستی کو کھینچ لایا جو اس منصب کی پوری طرح اہل تھی، جس سے ملت اسلامیہ کا سر بلند ہوا، جس کے ذریعہ قدرت نے ختم نبوت کی پاسبانی کا وہ کام لیا جو اس دور کی تاریخ کا جلی عنوان بن گیا، اور وہ تھے شیخ

الاسلام حضرت العلامہ مولانا السید محمد یوسف بنوری الحسینی نوراللہ مرقدہٗ، ۱۵؍ربیع الاول ۱۳۹۴ھ مطابق ۹؍اپریل ۱۹۷۴ء کو یہ عبقری شخصیت ’’مجلس تحفظ ختم نبوت‘‘ کی مسند امارت پر رونق افروز ہوئی۔

آپ کے دورِ امارت میں ۱۹۷۴ء کی عظیم الشان تحریک ختم نبوت چلی، جس کے نتیجے میں قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر آئین میں ترمیم کر کے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ اکتوبر ۱۹۷۷ء کو حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا اور قطب الاقطاب شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ نے زمام قیادت سنبھالی، آپ کے دور میں مجلس تحفظ ختم نبوت نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی حیثیت حاصل کر لی اور پورے عالم میں مجلس تحفظ ختم نبوت نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے کام کیا۔

۱۹۸۴ء میں آپ نے ایک بار پھر تحریک کو منظّم کیا، جس کے نتیجہ میں امتناع قادیانیت آرڈیننس منظور ہوا، جس کی رو سے قادیانیوں کے لیے اپنے آپ کو مسلمان کہنا یا کہلوانا، اذان دینا، اپنی عبادت گاہ کو مسجد قرار دینا، کلمہ طیبہ کا بیج لگانا، مرزا غلام احمد کو نبی کہنا، اس کے ساتھیوں کو صحابی اور بیویوں کو امہات المؤمنین وغیرہ اور دیگر شعائر اسلام کے الفاظ استعمال کرنا قابل تعزیر جرم قرار دے دیا گیا۔

۵؍مئی ۲۰۱۰ء کو خواجہ خواجگان شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کے حضور پہنچ گئے۔ ۱۵؍اکتوبر ۲۰۱۰ء مطابق ۶؍ذیعقدہ ۱۴۳۱ھ کو چناب نگر کانفرنس کے موقع پر مجلس عمومی کے اجلاس میں حکیم العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا امیر منتخب کیا گیا، اس وقت آپ حج کے لیے حرمین تشریف لے گئے تھے، وہاں آپ کو اس کی اطلاع دی گئی۔ یکم فروری ۲۰۱۵ء کو آپ بھی اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

۸؍فروری ۲۰۱۵ء کو حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ کے جانشین حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ مجلس تحفظ ختم نبوت کی مسند امارت پر رونق افروز ہوئے۔ حضرت ڈاکٹر صاحب کے وصال کے بعد اس وقت ولی کامل شیخ وقت حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خاکوانی مدظلہ العالی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ کی حیثیت سے قیادت فرما رہے ہیں اور فرزند حضرت بنوری اور ان کے مسند نشین حضرت مولانا سید سلیمان یوسف بنوری الحسینی اور حضرت مولانا خواجہ عزیز احمد مدظلہ نائب امیر کی حیثیت سے آپ کی معاونت فرما رہے ہیں۔

درج بالا امراء کی فہرست سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ہر دور میں اپنے وقت کے کامل اولیاء اور مشائخ عظام اس جماعت کی مسند امارت کو رونق بخشتے رہے ہیں، یہی حال نائب امراء کا ہے۔ امراء اور نائب امراء کے علاوہ اپنے وقت کے بڑے بڑے مشائخ اور وقت کے اقطاب وابدال اس جماعت کی سرپرستی فرماتے رہے ہیں۔

مجلس تحفظ ختم نبوت کا قیام انتہائی ناموافق حالات میں عمل میں آیا، حکومت کی تمام مشینری کارکنان ختم نبوت کے خلاف حرکت میں آئی ہوئی تھی، کارکنوں کی نظر بندی اور زبان بندی روز کا معمول تھی، ختم نبوت کے مجاہدین جہاں قادیانیوں کے بارے میں لب کشائی کی جرأت کرتے تو گرفتاری، مقدمہ پیشی، سزا اور جیل ان کا مقدر بنتے، اس پر مستزاد وسائل کا فقدان، تنظیمی ڈھانچے کا مستحکم نہ ہونا تھا۔

ان نامساعد حالات میں جماعت نے کام شروع کیا، ان تمام مشکلات کے ہوتے ہوئے وہ نہ گھبرائے، نہ پیچھے ہٹے بلکہ اپنا کام مسلسل جاری رکھا۔ تحفظ ختم نبوت کے محاذ کو مسلسل گرم رکھا، قادیانیت کو کہیں ٹکنے نہیں دیا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کا وجود امت مسلمہ خصوصاً اہل پاکستان کے لیے ایک انعام الٰہی ہے۔ شروع ہی میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے دستور میں وضاحت کر دی گئی کہ یہ جماعت غیر سیاسی اور خالص تبلیغی جماعت ہوگی اور اس کے ذمہ داران سیاسی معرکوں میں حصہ نہیں لیں گے، تاکہ تمام مسلمان خواہ وہ کسی جماعت یا طبقہ سے تعلق رکھتے ہوں، وہ اس کام کا حصہ اور اس کے معاون بنیں اور ارباب اقتدار، حکومتوں اور کسی سیاسی جماعت سے جماعت کا تصادم نہ ہو اور جماعت اپنی پوری توجہ اپنے تبلیغی کام پر مرکوز رکھے۔ (باقی صفحہ 23 پر

بعداز خدابزرگ توئی قصہ مختصر

حضرت مولانا سحبان محمود رحمۃ اللہ علیہ

''وَمَا اَرسَلنَاکَ اِلَّا رَحمَةً لِّلعَالَمِینَ''یعنی ہم نے آپ کوتمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ ویسے تو قرآن کریم تمام کا تمام سرور کائنات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بالواسطہ تعریف وتوصیف ہے،لیکن بہت سی آیتوں میں بلاواسطہ آپ کے بعض مخصوص اوصاف عالیہ کی اللہ تعالیٰ نے تعریف فرمائی ہے۔ اس آیت میں آپ کے وجودمبارک کو پیکرِ رحمت فرمایا گیا ہےاوروہ بھی تمام جہانوں کے لئے،اگر اللہ تعالیٰ:''رب العلمین'' یعنی تمام جہانوں کے پالنےاور پرورش کرنے والے ہیں تو آپ ﷺ کی مقدس ہستی ''رَحمَةٌ لِلعَالَمِین'' یعنی تمام جہانوں کے لئے رحمت ہےاوراللہ تعالیٰ کی ربوبیت سے کائنات کا ایک ذرہ بھی خارج نہیں تو کائنات کا کوئی ذرہ آپ ﷺ کے سایہ رحمت سے باہر نہیں۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتنا بلند مقام ہے جو کسی بھی مخلوق کوحاصل نہیں،سچ کہا ہے شیخ سعدیؒ نے:

''بعداز خدابزرگ توئی قصہ مختصر''

اسی لئے آپ کا ایک لقب نبی الرحمۃ بھی ہے،یعنی وہ نبی جوسراپا رحمۃ بن کرتشریف لائے۔ اس آیت میں آپ کو''رَحمَةً لِّلعَالَمِین'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ یہ عالم کی جمع ہے،یعنی تمام عالم اور جہان۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ صرف اس کرۂ زمین اور یہاں کی مخلوق کے لئے ہی نبی رحمت نہیں، بلکہ تمام کائنات،خواہ زمین ہو، خلا وفضا ہو یا آسمان، سب کے لئے رحمت ہیں۔اسی کو آپ نے ایک حدیث میں اس طرح فرمایا کہ''أنا رحمة مهداة''یعنی میری ذات اللہ تعالیٰ کی جانب سے بھیجی ہوئی رحمت ہے۔سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے رحمت ہونے کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ آپ کے طفیل ہی یہ تمام کائنات پیدا کی گئی،اگر آپ کی پیدائش نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ یہ عظیم کارخانۂ عالم پیدا نہ فرماتا۔ پھر جس کو جو کچھ ملا آپ ہی کے صدقہ سے ملا،آپ کے طفیل علم ملا، آپ ہی کے صدقہ ایمان نصیب ہوا،آپ ہی کی وجہ سے رب کو پہچانا گیا اور آپ ہی کے باعث اللہ تعالیٰ کی محبت وعظمت بندوں کو حاصل ہوئی۔ گویا آپ نہ ہوتے تو کائنات نہ ہوتی،آپ نہ ہوتے تو دنیا میں ترقیاں اور آخرت میں نجات اور بلند مراتب حاصل نہ ہوتے۔

چوں کہ آپ ﷺ پیکر رحمت ہیں، اس لئے آپ کی ہرادا، ہرشان، ہرحرکت وسکون اور آپ کی تعلیمات، آپ کے احکام اور آپ کا لایا ہوا دین یعنی اسلام بھی رحمت ہی رحمت ہے۔ آپ کی جملہ تعلیمات کی بنیاد رحمت ہے،ان میں سختی نام کو نہیں۔ یہ غلط فہمی یا ناواقفیت ہوگی کہ آپ کی تعلیمات میں سے کسی ایک حکم کو سخت یا ناقابل برداشت سمجھ لیا جائے، کیوں کہ رحمت کے معنی آزادی، راحت طلبی اور مطلقاً نرمی کے نہیں، بلکہ اس کا مطلب ہے کہ ایسی چیزوں کی طرف راہ نمائی کی جائے جن سے زندگی ہر خطرہ سے محفوظ، دنیا ہر لحاظ سے شان دار اور آخرت مسرتوں سے لبریز ہو جائے۔ اگر کوئی ناسمجھ بچہ آگ سے کھیلنا چاہے تو اسے اِس کی آزادی دے دینا رحمت نہیں، بلکہ اس سے روکنا اور آئندہ کے لئے ایسا انتظام کردینا کہ اس کا خطرہ نہ رہے،رحمت ہے۔

چوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں، اس لئے آپ کی طبع مبارک رحم وکرم سے اس قدر لبریز تھی کہ سختی اور سنگ دلی کا نام ونشان بھی نہ تھا، آپ کی رحمتوں سے اپنے تو اپنے، جانی دشمن بھی فیض یاب ہوتے رہے، حدیث شریف میں آیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام عمر نہ تو کسی خادم کو مارا، نہ کسی عورت اور بچے کو اور نہ کسی دشمن کو ہاتھ لگایا،الا یہ کہ میدان جہاد ہو تو آپ محض اللہ تعالیٰ کے حکم کی وجہ سے کافر دشمن پر کبھی وار فرما دیتے، یہ آپ کی صفت رحمت ہی کا فیضان تھا کہ آپ نے اپنے ان تمام جانی دشمنوں کو، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور دیگر ایمان والوں کو دنیا میں زندہ دیکھنا گوارا نہیں کرتے تھے،ان پر قابو پانے کے بعد نہ صرف یہ کہ انتقام نہیں لیا بلکہ ان کو اپنے رحم وکرم سے خوب خوب نوازا۔

فتح مکہ کے دن وہ اہل مکہ یعنی کفار قریش جو

چند لمحے پیشتر تک آپ کے دشمن جان اور برسرپیکار تھے اور اب بالکل مغلوب وشکست خوردہ ہوکر مسجد حرام میں اپنی قسمت کے فیصلے کے منتظر بیٹھے تھے اور ان کو یقین تھا کہ آج ماضی کی تمام ایذا رسانیوں کا ہم سے انتقام لیا جائے گا کہ اچانک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ اے اہل مکہ! آج تم سب کو معاف کیا جاتا ہے، انتقام تو کجا، تمہیں ملامت کا ایک لفظ بھی نہیں کہا جائے گا۔ جاؤ! تم سب کے سب آزاد ہو، تم سے کوئی باز پرس نہ ہو گی۔ اسی معافی پر ہی کفایت نہ فرمائی، بلکہ تاریخ نے دیکھا کہ چند یوم کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مکہ والوں کو اس قدر مال وزر سے نوازا جو ان کے وہم وگمان سے باہر تھا، حالاں کہ ان میں سے کچھ لوگ ابھی تک اسلام نہیں لائے تھے۔

ہر نبی کی امت کے اخلاقِ حسنہ، اُس کے نبی کے اخلاق کا پرتو ہوتے ہیں، اس لئے آپ کی امت پر بھی طبعی اعتبار سے رحم وکرم کا غلبہ ہے، دنیا میں کوئی دوسری قوم من حیث القوم مسلمانوں کا اس وصف میں مقابلہ نہیں کرسکتی۔ یہ امت اپنے دشمنوں سے بھی رحم وکرم کا معاملہ کرتی ہے اور انتقاماً بھی وہ سنگ دلی اختیار نہیں کرتی جو دشمن اس کے ساتھ کرچکے ہوں، بالخصوص اپنے مسلمان بھائیوں پر تو بڑی مہربان اور نرم دل ہوتی ہے، کیوں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو یہی تعلیم دی ہے کہ ہر حال میں رحم وکرم اور مہربانی کا معاملہ کرتے رہو، حتیٰ کہ دشمنوں کے ساتھ اور جانوروں کے ساتھ بھی۔ ارشاد فرمایا: ’’ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء‘‘ یعنی تم زمین والوں پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم فرمائے گا۔ اور مسلمانوں کے ساتھ نرمی ومہربانی کے سلسلہ میں فرمایا کہ: ’’المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ‘‘ یعنی سچا مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے کسی دوسرے مسلمان بھائی کو تکلیف نہ پہنچے۔ زبان سے تکلیف نہ پہنچانے کا مطلب یہ ہے کہ ایسی بات زبان سے نہ نکالے جس سے کسی دوسرے کی دل آزاری ہو اور ہاتھ سے ایذا نہ پہنچانے کا مطلب ناحق کسی مسلمان کو نہ تو مارے اور نہ اس کا مال ناحق اپنے قبضہ میں لے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت واضح الفاظ میں اسی رحمت کی تعلیم دیتے ہوئے حجۃ الوداع کے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ تمہاری عزت وآبرو کی حرمت ایک دوسرے پر ایسی ہی ہے جیسی مکہ معظّمہ جیسے شہر، ماہ ذی الحجہ جیسے مقدس مہینے اور عیدالاضحیٰ جیسے مبارک اور باعظمت دنوں کی حرمت، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام لوگوں کو خاموش کراکے توجہ کامل سے سناتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ دیکھو! میرے بعد ایک دوسرے کی گردن نہ مارنا کہ یہ کافروں کا شیوہ اور ان کا کام ہے۔ اور ارشاد فرمایا کہ: ’’سباب المسلم فسوق وقتالہ کفر‘‘ یعنی کسی مسلمان کو گالی دینا بہت بڑا گناہ ہے اور اس سے قتل وقتال کرنا تو کفر جیسا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ نبی رحمت ایسی سنگ دلی، سفاکی اور خون ریزی کو پسند فرمائیں جس کی بنیاد سراسر ظلم وتشدد پر ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہاں تک فرمایا ’’القاتل والمقتول کلاھما فی النار‘‘ یعنی ناحق قتل کرنے والا اور مقتول دونوں جہنم میں ہوں گے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ قاتل کا تو جہنم میں جانا سمجھ میں آتا ہے، لیکن مقتول کیوں جہنم میں جائے گا؟ تو آپ نے جواب دیا کہ وہ بھی اپنے اس قاتل کو قتل کرنا چاہتا تھا، یہ دوسری بات ہے کہ وہ اس میں کامیاب نہ ہوا۔ امت مسلمہ میں آپس میں یہ سنگ دلی، یہ سفاکی اور یہ ظلم وتشدد جس کو سن کر ہی ندامت سے سر جھک جاتا ہے، نبی رحمت کی تعلیمات سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ یہ سب شیطانی اور کافرانہ طور طریق ہے، جو ہماری بداعمالیوں کی وجہ سے ہم میں آگیا ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہر پیر اور جمعرات کو آپ کی امت کا اعمال نامہ پیش کیا جاتا ہے۔ اگر اُمت کے اعمال اچھے ہوں تو آپ خوش ہوتے ہیں اور اگر ناپسندیدہ ہوں تو آپ کو بڑا دکھ اور غم ہوتا ہے۔ آپس میں خون ریزی کرنے والی امت غور کرے کہ وہ اپنے اس فعل سے رب رحیم کو خوش کررہی ہے یا رحمۃ للعالمین اور نبی رحمت کو؟ یقینی بات ہے کہ سفاکی سے اللہ تعالیٰ بھی سخت ناراض اور نبی الرحمت بھی بڑے دکھی اور مغموم ہیں۔ خدارا! آنکھیں کھولئے، عقل سے کام لیجیے، دشمنوں کے آلۂ کار نہ بنیے، ان دونوں ہستیوں کو ناراض کرکے نہ ہماری دنیا درست ہوسکتی ہے نہ آخرت۔ رحمۃ للعالمین کے صدقہ میں ہمیں جو رحم وکرم کا وافر حصہ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے اتنا بڑا حصہ جو دنیا کی کسی قوم کے پاس نہیں، اس سے کام لیجیے اور اسے اپنے مسلمان بھائیوں کے لئے وقف کردیجیے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسی حصہ داروں میں رکھے، آمین!

’’مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَاءُ بَیْنَھُمْ‘‘ یہ سورۃ فتح کی آخری آیت کا ابتدائی حصہ ہے، جس کا ترجمہ ہے کہ ’’محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ

کے سچے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کی صحبت پائے ہوئے ہیں (یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) وہ کافروں کے مقابلہ میں بڑے سخت ہیں اور آپس میں بڑے مہربان۔ اس آیت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے کمالات و اوصاف کی اللہ تعالیٰ نے ایسی عظیم تعریف و توصیف فرمائی ہے کہ اس کا عشر عشیر سمجھ لینا بھی ناممکن ہے۔ محمد رسول اللہ، اس کلمۂ طیبہ کا دوسرا جز ہے جس پر ایمان موقوف ہے، اللہ تعالیٰ نے جب عرش کو پیدا فرمایا تو اس پر نورانی حروف سے ”لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ“ لکھ دیا، روایت میں آیا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک نام کا وسیلہ لے کر اللہ تعالیٰ سے اپنی لغزش کی معافی طلب کی تو اللہ تعالیٰ نے معاف فرما کر دریافت کیا (حالاں کہ وہ خوب جانتا تھا) کہ اے آدم! تمہیں یہ نام پاک کہاں سے معلوم ہوا؟ انہوں نے عرض کیا کہ میں نے عرش بریں پر جب آپ کے نام کے ساتھ یہ نام دیکھا تو میں سمجھ گیا کہ یہ مقدس ہستی یقیناً آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہے، اس لئے اس نام کے وسیلہ سے میں نے مغفرت طلب کی۔

آپ کا اسم گرامی ”محمدؐ“ اپنے معنی کے اعتبار سے ان تمام کمالات واوصاف پر دلالت کرتا ہے جو مسلسل مدح سرائی، ثناخوانی اور تعریف وتوصیف کا سبب ہیں، رب ذوالجلال کی جانب سے بھی، فرشتوں اور انسانوں کی جانب سے بھی، بلکہ تمام کائنات کی جانب سے بھی، ایسی تعریف جو مسلسل ہو، خوب خوب ہو اور کبھی ختم ہونے والی نہ ہو۔

یوں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے مبارک نام قرآن وحدیث میں آئے ہیں، لیکن آپ کے دو پاک نام مشہور ہیں، ایک ”محمدؐ“ اور یہ سب سے زیادہ مشہور ہے، دوسرا ”احمدؐ“ اللہ تعالیٰ نے آپ کے یہ دونوں نام تجویز کرا کے اپنی ذات اور اپنی مخلوق کی جانب سے آپ کی مدح سرائی فرمائی ہے۔

آپ کا نام نامی ”محمدؐ“ کے یہی معنی ہیں جو آپ کے دادا صاحب نے بتائے، کیوں کہ یہ لفظ ”حمد“ سے بنا ہے، جس کے معنی تعریف کرنے کے آتے ہیں او رعربی گرامر کے مطابق ”محمدؐ“ میں کثرت اور مبالغہ کے معنی ہوں گے، یعنی وہ ہستی جس کی سبھی تعریف کریں، خوب خوب کریں اور کرتے رہیں۔ چناں چہ آپ کی تعریف کرنے سے کوئی مستثنیٰ نہیں رہا، حتی کہ آپ کے منکر اور سخت ترین دشمن بھی آپ کا یہ مبارک نام زبان سے لیں گے تو معانی کی وجہ سے وہ بھی مجبوراً آپ کی تعریف کرنے والے بن جائیں گے، ورنہ جس پاک ذات کی ثناخوانی خالق کائنات فرمائے تو مخلوق کی ثناخوانی کی اس کو ضرورت نہیں رہتی۔

اللہ رب العزت کی جانب سے آپ کی مدح سرائی بالکل ظاہر ہے، قرآن کریم میں جابجا آپ کے خصوصی کمالات اور اوصاف کو رب العزت نے ذکر فرمایا ہے، چناں چہ اس تعریف میں سب سے زیادہ واضح آیت یہ ہے کہ ”اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ“ امام بخاریؒ نے حضرت ابوالعالیہؒ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صلوٰۃ کا مطلب ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرتے رہنا، اس کو مشہور شارح بخاری امام ابن حجرؒ نے پسند فرمایا ہے، اب اس آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ بے شک اللہ تعالیٰ آپ کی تعریف فرماتے رہتے ہیں اور فرشتے بھی۔ خالق کائنات کی تعریف اس کے شایان شان ہوگی، کسی مخلوق کو اس کی حقیقت معلوم نہیں ہوسکتی، البتہ ظاہر ہے تمام مخلوقات کی تعریف سے بلند وبالا ہوگی اور دائمی وابدی ہوگی، پھر فرشتے بھی آپ کی تعریف میں مشغول ہیں، بے شمار فرشتے جن کی تعداد صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ یہ فرشتے ہر اس انداز سے جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے تجویز فرما دیا ہو ہر وقت آپ کی تعریف میں اس طرح مشغول ہیں کہ ایک لمحہ کے لئے بھی غافل نہیں ہوتے، چناں چہ بہت سے فرشتے وہ ہیں جو درود شریف کے ذریعہ آپ کی مدح سرائی میں مشغول ہیں، لاتعداد فرشتے وہ ہیں جو آپ کی امت کی جانب سے درود شریف کا تحفہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچانے کے لئے ہر وقت مشغول خدمت ہیں اور ان گنت فرشتے وہ ہیں جو کسی مومن کے ایک مرتبہ درود شریف پڑھنے پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے دس رحمتیں اس مومن تک پہنچانے کی خدمت میں شب وروز مشغول ہیں، ایک لمحہ کے لئے نہ غافل ہوتے ہیں، نہ تھکتے ہیں اور چوں کہ اللہ تعالیٰ کے نام پاک کے ساتھ آپ کا مبارک نام بھی لازم ہے، اس لئے تمام فرشتے جو تسبیح وذکر وغیرہ میں مشغول ہیں لامحالہ آپ کی تعریف کرنے والے ہیں، رہے انسان وغیرہ تو ان میں سے نیک اور مومن بندے تو آپ کی تعریف دل وجان سے کرتے ہیں، لیکن پھر بھی حق ادا نہیں کرسکتے اور نافرمان وکافر لوگ اگرچہ تعریف کرنا نہیں چاہتے، لیکن ان میں سے جو انصاف پسند ہیں وہ آپ کی تعریف برملا کرتے ہیں اور دوسرے بھی مجبوراً آپ کے اسم گرامی کو لیتے ہی آپ کی تعریف

کرنے والے بن جاتے ہیں۔

آپ کا اسم پاک ''محمد'' ایسا پیارا نام ہے کہ خودرب العلمین نے ہر اس موقع پر جہاں آپ کی خوشنودی مقصود ہوتی ہے بڑے پیار اور محبت سے اسی نام کا ذکر فرمایا ہے، حدیث شریف میں آتا ہے کہ بروزِ محشر جب تمام مخلوق پریشان ہوکر حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے پاس درخواست شفاعت لے کر جائے گی اور وہ حضرات ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیج دیں گے تو آپ اس درخواست کو قبول فرما کر، رب العالمین کے سامنے سجدہ ریز ہو جائیں گے۔ اس پر رحمت خداوندی جوش میں آجائے گی اور ارشاد ہوگا: ''یا محمد! ارفع رأسک، سل تعط واشفع تشفع'' یعنی: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنا سر سجدہ سے اٹھائیے اور مانگیے جو مانگنا ہے، آپ کو سب کچھ دیا جائے گا اور شفاعت کیجیے، آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

آپ کا دوسرا نام مبارک ''احمد'' ہے، یہ بھی قرآن کریم میں آیا ہے۔ روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا یہ نام پاک پہلی آسمانی کتابوں میں آیا ہے، چناں چہ سورۂ صف میں فرمایا گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے فرمایا تھا کہ میں اپنے بعد ایک رسول (عظیم) کی خوش خبری دینے والا ہوں، جن کا نام نامی ''احمد'' ہوگا۔ یہ بھی ''حمد'' سے بنا ہے، جس کے معنی تعریف کرنے کے آتے ہیں، لہٰذا ''احمد'' کے معنی ہوں گے وہ ذات جو خوب قابل تعریف ہے، اس کا حاصل بھی وہی ہے جو آپ کے پہلے نام کا ہے۔

سورۂ فتح کی آیت میں پھر آپ ﷺ کی تعریف دوسرے پہلو سے اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے کہ ''وَالَّذِینَ مَعَهُ اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّار '' یعنی جو لوگ آپ کے صحبت یافتہ ہیں وہ کافروں کے مقابلہ میں سخت اور آپس میں بڑے مہربان ہیں، رکوع و سجود میں وقت گزارتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور خوشنودی کے طلب گار رہتے ہیں۔ یہ حضرات صحابۂ کرامؓ ہیں، جو انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد تمام مخلوق میں سب سے اعلیٰ اور افضل ہیں۔ یہ حضرات آپ کے فیض صحبت سے اس بلند مقام تک پہنچے، جب کہ اس سے پہلے دنیا میں جاہل، وحشی اور غیر مہذب سمجھے جاتے تھے، یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کتنا بڑا قابل صد تعریف کمال ہے کہ ایسے لوگوں کو تمام عالم کے لئے آفتاب وماہتاب اور رشد وہدایت اور علوم وحکمت کا سرچشمہ بنا دیا اور آپ ہی کے فیض صحبت سے اس قدر بلند اخلاقی اقدار کے وہ مالک ہوگئے کہ نہ ماضی میں کوئی اُس مقام تک پہنچا، نہ مستقبل میں پہنچ سکے گا۔☆☆

منگھوپیر میں 20 قادیانیوں کا قبولِ اسلام

الحمدللہ! 24/اگست 2022ء بروز بدھ بعد نماز ظہر جامع مسجد بلال میر محمد گوٹھ سلطان آباد منگھوپیر میں ایک قادیانی فیملی کے 20 افراد نے مرزائیت قادیانیت پر لعنت بھیج کر حضرت مولانا مفتی محمد نصر اللہ احمد پوری سرپرست عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گڈاپ ٹاؤن کے ہاتھ پر کلمہ پڑھ کر اسلام قبول کرلیا، نومسلموں کے نام درج ذیل ہیں: (۱) محمد رفیق باجوہ ولد رحمت علی خان، (۲) محمد کاشف باجوہ ولد محمد رفیق، (۳) محمد طارق باجوہ ولد محمد رفیق، (۴) محمد اسد باجوہ ولد محمد رفیق باجوہ، (۵) شجاع احمد ولد محمد کاشف باجوہ، (۶) سرفراز احمد ولد محمد کاشف باجوہ، (۷) مصدق احمد ولد محمد کاشف باجوہ، (۸) ازلان ولد محمد کاشف باجوہ، (۹) محمد یحییٰ ولد محمد طارق باجوہ، (۱۰) محمد سمیع ولد محمد طارق باجوہ، (۱۱) امۃ لمقبت بنت محمد طارق باجوہ، (۱۲) علیزہ بنت محمد طارق باجوہ، (۱۳) صارم محمد اسد باجوہ، (۱۴) مصباح احمد ولد محمد اسد باجوہ، (۱۵) ہادیہ نور بنت محمد اسد باجوہ، (۱۶) تابیہ نور بنت محمد اسد باجوہ، (۱۷) انانیہ نور بنت محمد اسد باجوہ، (۱۸) بشریٰ بیگم زوجہ محمد کاشف باجوہ، (۱۹) رضیہ بی بی زوجہ محمد طارق باجوہ، (۲۰) نادیہ بی بی زوجہ محمد اسد باجوہ۔ تقریب سعید میں کثیر تعداد میں عوام الناس شریک ہوئے، جبکہ درج ذیل علماء کرام پروگرام میں شامل ہوئے: مولانا مقبول الرحمٰن، ڈاکٹر محمد شعیب، مولانا اسد الحق، مولانا ارشد، مولانا محمد یونس، مولانا عابد اللہ، مولانا فضل مالک، مولانا نظر دین، ڈاکٹر غلام بادشاہ، مفتی محمد یوسف، قاری محمد ظفر اقبال نگران عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گڈاپ ٹاؤن، مفتی شاکر اللہ خیسوری نگران عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نارتھ کراچی۔ اس خبر سے شہر بھر کے اہل اسلام میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ مسجد کے در و دیوار ختم نبوت زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھے، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ان کے ساتھ ہر ممکن تعاون کی یقین دہانی کرائی۔ اللہ تعالیٰ نومسلم خاندان کو ہمت واستقامت عطا فرمائے۔ (آمین)

سیلاب کی تباہ کاریاں اور کرنے کے کام

پیر فاروق بہاؤالحق شاہ

پاکستان یوں تو 1947 سے مختلف نوعیت کی آفات کا سامنا کر رہا ہے اور مشرقی اور مغربی پاکستان میں سیلاب کی تباہ کاریوں کی داستان تاریخ کی کتابوں میں محفوظ ہے۔ عوام کی جان، مال اور کاروبار سب کچھ تباہ حال ہے لیکن ترجیحات کا فرق پوری قوم دیکھ رہی ہے۔ لہٰذا کچھ گزارشات حکمرانوں کے اور کچھ سماجی رضا کاروں کے گوش گزار کر رہا ہوں۔ ایک موقر معاصر انگریزی اخبار میں شائع ہونے والی رپورٹ کے مطابق متاثرہ افراد کو فوری ریلیف فراہم کرنے کے لئے کم از کم 72 ارب 36 کروڑ روپے درکار ہیں، خوراک اور نقد امداد کے لئے 8 ارب سات کروڑ روپے، نان فوڈ آئٹمز کے لئے 8 ارب روپے، طبی امداد کی فراہمی کے لئے 1 ارب 6 کروڑ روپے، مویشیوں کے نقصان کی تلافی کے لئے 9 ارب 24 لاکھ، امدادی سرگرمیوں میں استعمال ہونے والی مشینری کے لئے 4 ارب 6 کروڑ روپے درکار ہوں گے۔ تباہ شدہ مکانات کے مالکان کو فی کس پانچ لاکھ روپے کے حساب سے 41 ارب روپے کی ضرورت ہو گی۔ ان اخراجات کو پورا کرنے کے لئے حکومت کے پاس وسائل دستیاب نہیں۔ لہٰذا حکومت کو چاہیئے کہ وہ پہلے مرحلے میں پوری دنیا میں اپنے سفارت کاروں کو متحرک کرے۔ وہاں کی حکومتوں اور مخیّر حضرات سے روابط قائم کرے اور پاکستان کے لئے فنڈز کی فراہمی کا بندوبست کرے۔ حکومت کے کرنے کا دوسرا اہم کام یہ ہے کہ وہ اپنے طرز حکمرانی میں تبدیلی لائے۔ غیر ملکی امدادی ادارے حکومت پر اعتماد کرنے کے لئے تیار نہیں۔ وہ حکومت کے شاہانہ اخراجات پر معترض ہیں۔ حکومت کو بھی اپنی شاہ خرچیاں ختم کر کے سادگی اختیار کرنا ہوگی تا کہ امدادی ادارے ان پر اعتماد کر سکیں۔ امداد کے لئے جانے والے ہمارے وفود پانچ ستارہ ہوٹلوں میں قیام کرتے ہیں اور فنڈنگ سے زیادہ اخراجات کر کے واپس لوٹتے ہیں، حکومت کو اس پہلو پر بھی توجہ دینا ہوگی۔ حکومت کے کرنے کا تیسرا اہم کام یہ ہے کہ وہ چین اور یورپین یونین کو یہ باور کروائے کہ پاکستان میں یہ ساری تباہی موسمیاتی تبدیلیوں کی وجہ سے ہو رہی ہے اور ان تبدیلیوں میں پاکستان کا حصہ ایک فیصد

ملفوظات: مفکر ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ (امیر سوم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت)

☆......’’سرکاری حکام اور اربابِ حل وعقد کو میری وصیت ہے کہ وہ عقیدہ ختم نبوت کے وفادار بن کر رہیں اور کسی عہدہ کے لالچ یا دنیا کی عارضی عزت کے بدلے جناب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے بے وفائی کرتے ہوئے، منکرین ختم نبوت کی مدد یا حوصلہ افزائی نہ کریں۔‘‘

☆......’’علمائے کرام کو خبردار کرتا ہوں کہ ان کی یہ درس گاہیں جوان کے لیے آرام گاہیں بن چکی ہیں، انہیں میسر نہیں رہیں گی۔ جب ایسے حالت آجائیں تو ثابت قدمی سے دین پر خود بھی قائم رہیں اور اشاعتِ دین بھی کرتے رہیں۔ ایسے حالات میں رستوں پر بیٹھ کر اور درختوں کے سائے میں ڈیرہ ڈال کر اللہ کریم کا دین پڑھاتے اور سکھاتے رہیں۔ خدارا! اللہ کریم کے دین سے بے وفائی کر کے اس دنیا کی فنا ہونے والی عزت پر نقد دین نہ لٹوانا، دین سکھاتے رہنا بے شک کچھ ہو جائے۔‘‘

☆......’’عام لوگوں سے میری درخواست ہے کہ ایک وقت ایسا آسکتا ہے جب عقیدہ ختم نبوت کا نام لینا جرم بن جائے گا، اللہ کرے ایسا نہ ہو! لیکن اگر حالات تمہیں ایسے موڑ پر لا کھڑا کر دیں تو جان دے دینا، مگر باوفا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے دنیا کی عارضی تکلیف پر بے وفائی نہ کرنا اور اپنے عقیدے پر جمے رہنا، یہاں تک کہ موت تمہیں دنیا کی ان عارضی چیزوں سے بچا کر اللہ کریم کی دائمی نعمتوں والی جنت میں داخل کر دے: (ان نعمتوں کے بارہ میں حدیث نبوی ہے) ترجمہ: ’’نہ کسی آنکھ نے انہیں دیکھا، نہ کسی کان نے ان کے تذکرے سنے اور نہ کسی دل پر ان (کی رنگارنگی) کا خیال گزرا۔‘‘ (متفق علیہ)

سے بھی کم ہے جب کہ تباہی کا پیمانہ بہت بڑا ہے۔ چین سمیت وہ تمام صنعتی ممالک جنہوں نے اپنی ترقی کی خاطر پاکستان سمیت ایشیائی ممالک کے ماحول کو تباہ و برباد کر دیا، وہ اس بات کے ذمہ دار ہیں کہ وہ اس تباہی اور نقصان کی تلافی کے لئے پاکستان کی مدد کریں۔ حکومت کے کرنے کا چوتھا کام یہ ہے کہ وہ سماجی کام کرنے والے اداروں کے درمیان باہمی ربط پیدا کرے۔ حکومت کو چاہئے کہ وہ ضلعی سطح پر کام تقسیم کرنے کے لئے میکانزم تشکیل دے اور قومی سطح پر بڑے اداروں کو اکٹھا کر کے علاقے تقسیم کر دیئے جائیں تاکہ ریلیف کا سارا کام ایک ہی جگہ پر نہ ہو بلکہ تمام متاثرین اس سے مستفید ہوسکیں۔ حکومت کو یہ بھی چاہئے کہ بڑی این جی اوز کو بلوچستان میں کام کرنے کا موقع فراہم کیا جائے اور ان کی سیکورٹی کا بھی بندوبست کیا جائے۔ حکومت کے کرنے کا پانچواں کام یہ ہے کہ وہ بحالی کے کام میں بڑی این جی اوز اور غیر ملکی اداروں کا تعاون حاصل کرے۔ منہدم مکانوں کو تعمیر کرنا اکیلی حکومت کے بس کی بات نہیں ہوگی۔ لہٰذا مکانات کی تعمیر کے عمل میں نجی شعبے کا تعاون حاصل کرنا ہوگا۔ حکومت کے کرنے کا آخری کام یہ ہے کہ سیلاب کی وجہ سے نقصان کا باعث بننے والے اسباب کا تدارک کیا جائے۔ موسمیاتی تبدیلی کا ادراک کرتے ہوئے دیرپا منصوبے بنائے جائیں۔ آبی گزرگاہیں اصلی حالت پر بحال کی جائیں۔ ڈیموں کی تعمیر میں جہاں غفلت ہو تو اس کا ازالہ کیا جائے۔ کالاباغ ڈیم کی فوری تعمیر بھی ممکن بنائی جاسکتی ہے کیوں کہ تمام فریق اس وقت حکومت کا حصہ ہیں۔ وزیر اعظم کو چاہئے کہ وہ تمام اتحادیوں کو اعتماد میں لے کر اس عظیم قومی منصوبے کا آغاز کریں۔ دریا کنارے آبادیوں کی تعمیر کے لئے مؤثر قانون سازی کی جائے اور اس پر عمل بھی کیا جائے تاکہ مستقبل میں نقصانات سے محفوظ رہا جاسکے۔ اب کچھ گزارشات سماجی رضا کاروں کی خدمت میں:

سیلاب جیسی آفت سے نمٹنا اکیلے حکومت کے بس کی بات نہیں۔ سماجی تنظیموں کو بھی چاہیے کہ وہ باہمی ربط پیدا کر کے منظّم انداز میں الگ الگ کام کریں تاکہ ساری توانائیاں اور رقم ایک ہی منصوبے میں صرف نہ ہوں۔ علاوہ ازیں، تعلیم کے فروغ کے لیے بچوں کو کتب کی فراہمی اور اسکولوں کی بحالی ممکن بنائی جائے۔ اسکولوں کے اساتذہ کو ترجیح دیں تاکہ تعلیمی سلسلہ بحال ہوسکے۔ سماجی تنظیموں کو چاہئے کہ خواتین کے استعمال کی اشیاء کی فراہمی پر توجہ دیں تاکہ وہ مخصوص ایام کی تکالیف سے عہدہ برا ہوسکیں۔ بہت سی خواتین زچگی کے مراحل میں ہیں، ان کی دیکھ بھال اور ادویات کی فراہمی ممکن بنائیں۔ سماجی اداروں سے آخری گزارش یہ ہے کہ سیلاب سے متاثرہ دیہات میں مرد و خواتین کے لیے الگ الگ عارضی بیت الخلا قائم کریں۔

(بشکریہ روزنامہ جنگ کراچی، ۳۱/اگست ۲۰۲۲ء)

تحفظ ختم نبوت کانفرنس، لاہور

لاہور.... (مولانا عبدالنعیم) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام سالانہ تحفظ ختم نبوت و استحکام پاکستان کانفرنس ۶/ستمبر کو جامعہ اشرفیہ فیروز پور روڈ مسلم ٹاؤن لاہور میں ہوئی۔ کانفرنس عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر مولانا پیر حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ کی زیر صدارت، مہتمم جامعہ اشرفیہ مولانا فضل الرحیم اشرفی کی زیر نگرانی اور مجلس لاہور کے امیر مولانا مفتی محمد حسن کی سرپرستی میں ہوئی۔ کانفرنس میں جمعیت علماء اسلام کے مرکزی سیکرٹری جنرل، سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا، ناظم وفاق المدارس العربیہ پاکستان مولانا قاری محمد حنیف جالندھری، نائب امیر جماعت اسلامی لیاقت بلوچ، انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے سیکرٹری جنرل مولانا احمد علی سراج، جے یو آئی کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل مولانا محمد امجد خان، جامعہ اشرفیہ کے حافظ اسد عبید، جامعہ اشرفیہ کے ناظم اعلی مولانا قاری ارشد عبید، سید سلمان گیلانی، مولانا شاہد عمران عارفی، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا علیم الدین شاکر، قاری جمیل الرحمٰن اختر، مولانا حافظ محمد اشرف گجر، مولانا عبدالنعیم، مولانا عبدالعزیز سمیت شیوخ حدیث، نامور علماء کرام، مذہبی و سیاسی قائدین نے شرکت و خطاب کیا۔ علماء کرام نے کہا ہے کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام 7/ستمبر 1974 کے عظیم فیصلے کی یاد میں عشرہ ختم نبوت ملک بھر میں منایا جا رہا ہے۔ 7 ستمبر کا مسلمانان عالم کے لئے فتح مبین کا دن ہے اس دن قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا اس دن کی اہمیت کو اجاگر کرنے اور مسلمانوں کو عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت سے روشناس کرانے کے لئے کانفرنسز کا سلسلہ جاری ہے۔ اسی سلسلہ کی کڑی یہ جامعہ اشرفیہ میں منعقد ہونے والی سالانہ تحفظ ختم نبوت و استحکام پاکستان کانفرنس ہے۔

عیسائی پادریوں سے چند سوالات

قسط:۱۳

حضرت مولانا فضل محمد یوسف زئی مدظلہ

عیسائیوں نے اس شخص کو گرجا میں داخل کر دیا، بولس وہاں دن رات رہا کبھی باہر نہیں آیا، انجیل نے پڑھتا رہا اور مکمل ایک سال تک گرجا کے اندر عبادت میں مشغول رہا، سال کے بعد بولس گرجا سے باہر آیا اور کہا کہ آسمان سے آواز آئی کہ اب تیری توبہ ہم نے قبول کر لی ہے، عیسائیوں نے اس کا بڑا احترام کیا اور عزت کی نگاہ سے ان کو دیکھا اس کے بعد بولس بیت المقدس چلا گیا اور وہاں نسطورا نامی ایک مشہور عیسائی کو کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام اور مریم علیہا السلام اور اللہ تینوں معبود ہیں اور اللہ ان تینوں میں تیسرا ہے، پھر یہ شخص روم چلا گیا اور وہاں عیسائیوں کے دوسرے بڑے آدمی سے ملاقات کی جس کا نام یعقوب تھا، بولس نے یعقوب سے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام جن وانس میں سے نہیں تھے بلکہ وہ اللہ کے بیٹے تھے، اس کے بعد اس نے ایک اور مشہور عیسائی سے ملاقات کی، جس کا نام ''ملکان'' تھا، بولس نے ان سے کہا کہ درحقیقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود اللہ تھے، خدا عیسیٰ کی صورت میں زمین پر آئے تھے۔

گمراہی کے اس منصوبے کے بعد بولس نے کچھ دنوں بعد اپنے ان تینوں شاگردوں کو الگ الگ بلا کر ہر ایک سے یہ کہا کہ تم میرے خاص آدمی ہو، میں کل عیسیٰ کی خوشنودی میں اپنے آپ کو ذبح کروں گا کیونکہ میں نے رات کو عیسیٰ علیہ السلام کو خواب میں دیکھا ہے وہ مجھ سے راضی ہو چکے ہیں، اب عیسیٰ علیہ السلام کی خوشنودی کے تحت میں کل اپنے آپ کو ذبح کروں گا۔ تم چونکہ میرے خاص آدمی ہو، لہٰذا میں نے جو عقیدہ تمہیں سکھایا ہے، میرے بعد لوگوں کو اسی عقیدے کی طرف دعوت دے کر بلاؤ، چنانچہ دوسرے دن بولس ملعون نے خودکشی کر کے اپنے آپ کو ذبح کر دیا اور تین دن کے بعد نسطورا اور یعقوب اور ملکان نے لوگوں کو اپنے اپنے عقیدہ کی طرف بلایا اور بولس کا حوالہ دیا، چنانچہ عیسائیوں کے اندر تین فرقے بنے۔ ایک نسطوریہ فرقہ جو تین اقنوم یعنی اللہ اور عیسیٰ اور جبرائیل یا مریم کا قائل ہے، دوسرا فرقہ یعقوبیہ جو عیسیٰ کو اللہ کا بیٹا مانتا ہے اور تیسرا فرقہ ملکانیہ جو عیسیٰ کو عین خدا کہتا ہے، پھر تینوں آپس میں خوب لڑے۔ (بحوالہ حیاۃ الحیوان، ج:۲،ص:۲۱۵)

بہرحال عیسائیوں کے مندرجہ بالا تینوں فرقوں کے تینوں عقائد پر قرآن عظیم میں اللہ تعالیٰ نے جابجا رد فرمایا ہے اور ان تمام عقائد کو باطل اور موجب کفر وضلالت بتایا ہے، چنانچہ تین معبودوں کے قائل فرقہ نسطوریہ پر اس طرح رد کیا ہے:

''لقد کفر الذین قالوا ان اللّٰہ ثالث ثلاثۃ وما من الٰہ الا الٰہ واحد''

ترجمہ:''بے شک کافر ہوئے جنہوں نے کہا کہ اللہ تین میں کا تیسرا ہے، حالانکہ بجز ایک معبود کے کوئی معبود نہیں۔''

یعنی حضرت مسیح، روح القدس اور اللہ تعالیٰ یا مسیح، مریم اور اللہ تینوں خدا ہیں۔ (العیاذ باللہ) ان میں کا ایک حصہ دار اللہ ہوا، پھر وہ تینوں ایک اور ایک تین ہیں، عیسائیوں کا عام عقیدہ یہی ہے اور خلافِ عقل و بداہت عقیدہ کو عجیب گول مول اور پیچدار عبارتوں سے ادا کرتے ہیں اور جب کسی کے سمجھ میں نہیں آتا تو اس کو ایک ماوراء العقل حقیقت قرار دیتے ہیں، سچ ہے: ''ولن یصلح العطار ما افسدہ الدھر۔''

زمانہ جس چیز کو گلا سڑا کر بدبودار بنادے،
وہ عطار کے عطر سے خوشبودار نہیں ہوسکتی۔

ایک تین اور تین ایک کے خلاف عقل عقیدے کے متعلق ایک ظریف شاعر نے کہا:

تثلیث کے قائل نے بھی اللہ کو کہا ایک
لو تین کی سوئی تین پہ کھڑی ہے اور بجا ایک

دوسرے فرقہ یعقوبیہ کے عقیدہ پر رد کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس طرح ارشاد فرمایا کہ:

''وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللّٰهِ ذَٰلِكَ قَوْلُهُم بِأَفْوَاهِهِمْ۔'' (التوبۃ:۳۰)

اور نصاریٰ نے کہا: مسیح اللہ کا بیٹا ہے، یہ باتیں کہتے ہیں اپنے منہ سے۔ یعنی ابنیت یا الوہیت مسیح وغیرہ کا عقیدہ پرانے مشرکین کے عقیدے کے مشابہ ہے بلکہ انہی کی تقلید میں یہ

اختیار کیا۔(تفسیر عثمانی ص:۲۵۲)

تیسرے فرقے کی تردید اس طرح کی گئی ہے:

’’لَقَدْ کَفَرَ الَّذِیْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰہَ هُوَ الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ وَقَالَ الْمَسِیْحُ یٰـبَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ اعْبُدُوا اللّٰہَ رَبِّیْ وَرَبَّکُمْ اِنَّہٗ مَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰہُ النَّارُ۔‘‘ (المائدۃ:۷۲)

ترجمہ:’’بے شک کافر ہوئے جنہوں نے کہا: اللہ وہی مریم کا بیٹا مسیح ہے اور مسیح نے کہا: اے بنی اسرائیل بندگی کرو اللہ کی جو میرا اور تمہارا رب ہے۔ بے شک جس نے شریک ٹھہرایا اللہ کا سو حرام کی اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔‘‘

بہرحال عیسائی پادریوں اور ان کے مستشرقین پر لازم ہے کہ وہ مذکورہ بالا معقول سوالات کا سنجیدگی سے جواب دیں یا عیسائیت سے توبہ کریں تاکہ دھوکے میں پڑی ہوئی عیسائی اقوام حق کو اپنالیں اور اسلام میں آجائیں اور نجات پالیں ورنہ تمہاری مرضی ہے کہ گمراہی میں رہ کر ہلاکت میں پڑے رہو، ہدایت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، جسے دینا چاہتا ہے دیتا ہے۔

سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کی شادی کیوں نہ ہوئی؟ عیسائی پادریوں سے چھٹا سوال:

اس سوال کا تعلق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ازدواجی زندگی سے ہے کہ مسیح یسوع علیہ السلام نے شادی کیوں نہیں کی، اس سوال کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ عیسائی مستشرقین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کثرت ازدواج پر اعتراضات کئے ہیں، میں ان کو کثرت ازدواج کی حکمتوں اور ضرورتوں کو بیان کرکے جواب نہیں دینا چاہتا، کیونکہ علماء اسلام نے سب کچھ واضح کردیا ہے میں ان پادریوں سے صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ پادری مجھے جواب دیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے شادی کیوں نہیں کی؟

چونکہ عیسائی مستشرقین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تحقیر کرتے ہیں کہ انہوں نے بیویاں رکھی تھیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کوئی بیوی نہیں رکھی تھی، چنانچہ عیسائی مستشرق ’’الحداد‘‘ ملعون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین میں طنزاً لکھتا ہے:’’کہ مسیح نے دوسروں (یعنی محمد) کی طرح مسجد کے قریب اپنی بیویوں کے لئے مکانات نہیں بنوالیے تاکہ عشاء کی نماز کے بعد ہر شب ان میں سے کسی کے پاس جاتے رہیں، وہ پوری رات خدا کے حضور میں دعاؤں اور گریہ وزاری میں گزار دیتے تھے، انہوں نے کبھی بھی جنگ (جہاد) نہیں کی نہ اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ اندازی کی تاکہ جس کا نام آئے ان کو اپنے ساتھ لے جائیں گویا کہ وہ (یعنی محمد) جنگ (جہاد) کے زمانہ میں بھی عورت سے جدا نہ رہ سکتے تھے۔ مسیح اپنے شاگردوں سے کہا کرتے تھے کہ خدا کی مشیت کو پورا کرنا ہی میری خوراک ہے جس نے مجھے بھیجا ہے، مسیح کو آغاز میں اس بات کی ضرورت نہیں پڑی کہ خدا ان کا شرح صدر کرکے ان کا بارِگراں اتار دیتے (جس طرح محمد کا ہوا) ان کو آخری ایام میں بھی اس بات کی ضرورت نہ تھی کہ خدا ان کے اگلے پچھلے گناہوں کو معاف کردے (جس طرح محمد کے معاف ہوئے)۔‘‘ (ڈاکٹر تہامی نقرہ صدر شعبۂ قرآن وحدیث الکلیۃ الزیتونیہ للشریعۃ تونس یونیورسٹی تیونس بحوالہ علوم اسلامیہ اور مستشرقین ص:۳۶)

قارئین! اس مستشرق الحداد کی یہ توہین آمیز عبارت پڑھیں اور پھر مجھے اجازت دیں کہ میں ان پادریوں سے پوچھوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے شادی کیوں نہیں کی؟ کیا ان کو یہ بشری ضرورت نہیں تھی؟ یا ضرورت کے باوجود ان کو کوئی رشتہ نہیں ملتا تھا؟ یا وہ آسمان پر جانے والے تھے اس لئے ان کو شادی کا خیال نہیں آیا یا ان کے پاس بیویوں کے رکھنے کے لئے مکان نہیں تھا یا ان کے پاس بیویوں کے مہر ادا کرنے کا انتظام نہیں تھا یا بیویوں کا خرچہ برداشت نہیں کرسکتے تھے؟ پادری یہ بھی بتائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے کھانا کون پکاتا تھا، ان کے کپڑے کون دھوتا تھا؟ کھانے کے برتن کون دھوتا تھا؟ ان سے پہلے انبیائے کرام علیہم السلام حضرت موسیٰ وسلیمان اور حضرت داؤد علیہم السلام نے بیویاں رکھی تھیں، لہٰذا بیویاں رکھنا کوئی گناہ نہیں ہے، سفر میں لے جانا بھی کوئی منع نہیں۔ پادری ہمیں بتائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے شادی کیوں نہیں کی اور یہ بھی بتائیں کہ جب تمہارے پیغمبر نے شادی نہیں کی تو تم کیوں شادیاں کرتے ہو؟ اور یہ بھی بتاؤ کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے شادی نہیں کی تو تمہارے پاس عورتوں کے حقوق کا نظام کہاں سے آگیا؟ تم نے امورِ خانہ داری کہاں سے حاصل کیا اور تم حقوق نسواں کے دعوے کیسے کرتے ہو؟ مسلمانوں کا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق یہ عقیدہ و ایمان ہے کہ وہ قیامت کے قریب آسمان سے زمین پر آئیں گے، زبردست جنگ اور جہاد کریں گے، یہود کے خدا دجال کو قتل کریں گے، یہود کا قتل عام کریں گے اور اپنا انتقام ان سے لیں گے، صلیب کو توڑیں گے، خنزیر کو قتل

کریں گے، جزیہ ختم کریں گے، اس وقت صرف اسلام ہوگا کسی کافر کو زندہ رہنے کا حق وہ نہیں دیں گے، آپ شادی کریں گے اور پھر وفات پاکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کے پہلو میں مدینہ میں مدفون ہوں گے۔ یہ پکی حقیقت ہے ان شاء اللہ ایسا ہی ہوگا، پادری جلتے رہیں۔ بہرحال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شادی نہ کرنے سے متعلق ہم العیاذ باللہ! سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام پر قطعاً کوئی اعتراض نہیں کرتے ہیں، بلکہ ہم صرف عیسائی پادریوں سے اس سوال کا جواب مانگتے ہیں ورنہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اعتراض کرنے کو ہم کفر سمجھتے ہیں۔

حقوق نسواں کہاں سے آئے؟ عیسائی پادریوں سے ساتواں سوال:

عیسائی پادریوں سے ساتواں سال یہ ہے کہ ہمیں بتادیں کہ تمہارے پاس ازدواجی نظام ہے یا نہیں ہے؟ اگر ہے تو یہ بتائیں کہ جب تمہارے پیغمبر نے شادی نہیں کی تو تمہارے پاس ازدواجی زندگی کا لمبا چوڑا نظام کہاں سے آ گیا؟ عورتوں کا حق مہر کہاں سے معلوم ہوا؟ نکاح کے الفاظ اور عقدِ نکاح کہاں سے معلوم ہوا؟ شوہر پر بیوی کے حقوق اور بیوی پر شوہر کے حقوق کا پتا کہاں سے چلا؟ عقدِ نکاح پر گواہوں کو قائم کرنے کا معاملہ کہاں سے معلوم ہوا؟ اس کے علاوہ بیٹی بہن سے نکاح جائز نہیں، یہ کہاں سے معلوم ہوا؟ اماں، خالہ، پھوپھی سے نکاح جائز نہیں، یہ کہاں سے معلوم ہوا؟ اور اسی طرح خانہ داری معاملات کا حل کہاں سے آیا؟ اور اگر تمہارے پاس ازدواجی نظام نکاح نہیں ہے تو کیا آپ سب حرام کاری میں مبتلا ہیں اور آوارہ گردی میں زندگی گزارتے ہیں؟ جیسے آج کل مشاہدہ ہو رہا ہے؟ اسی لئے ہم آپ سے کہتے ہیں کہ تمہارا دین ڈیٹ ایکسپائر ہو چکا ہے، منسوخ ہو چکا ہے، آپ نے اپنے صوابدید پر اپنے لئے قوانین بنا رکھے ہیں تمہارے مذہب کی طرف سے تمہارے پاس کچھ نہیں، لہٰذا مذہب اسلام میں آئیں اور اسے قبول کریں۔

عیسائیوں کا تعصب، عیسائی پادریوں سے آٹھواں سوال:

ہم پوری دنیا کے عیسائیوں سے پوچھتے ہیں کہ کیا پوری دنیا میں کسی عیسائی کا نام محمد و ابوبکر و عمر ہے یا نہیں ہے، اگر ہے تو دکھادیں اور بتادیں اور اگر نہیں ہے تو آپ سمجھ لیں کہ آپ تعصب، بغض اور حسد سے بھرے پڑے ہیں۔ ہمارے مسلمانوں میں بے شمار عورتوں کا نام مریم ہے، آپ پوری عیسائیت میں کسی ایک عورت کا نام آمنہ بتادیں خدیجہ اور عائشہ بتادیں۔ آپ کبھی نہیں بتا سکتے ہیں جس سے معلوم ہوا تمہارے سینے مسلمانوں کی نفرت سے بھرے ہوئے ہیں اور تعصب کا الزام مسلمانوں پر لگاتے رہتے ہو مگر تمہارا کام ہی یہ الزامات ہیں تم گمراہی میں جلتے رہو اور مسلمان نجات پاکر آگے بڑھتے رہیں گے۔

مشکل وقت میں حضرت عیسیٰ کا دفاع کیوں نہ کیا؟ عیسائی پادریوں سے نواں سوال:

عیسائی پادریوں سے ہمارا یہ سوال ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف جب خطرات متوجہ ہوگئے اور آپ کی جان کو شدید خطرہ لاحق ہوگیا اور آپ ایک گھر کے قریب ایک باغ سے بھاگ کر ایک مکان میں آکر دشمن سے چھپ گئے اور یہود نے گھر کا محاصرہ کیا تو تم عیسائیوں نے ان کا دفاع اور ان کی حفاظت کیوں نہ کی؟ ان کے ساتھ گھر میں چند جوان داخل کیوں نہ ہوئے تاکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حفاظت اور دفاع کریں تم نے ان کو بے یار و مددگار کیوں چھوڑا؟ مسلمانوں کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جب احد کے میدان میں چاروں طرف سے حملہ ہوا تو صحابہ کرام سینہ تان کر سامنے آگئے اور اپنی جانوں پر دشمن کے تیر کھائے، سات نوجوان یکے بعد دیگرے قربان ہوگئے اور اپنے پیغمبر کو بچالیا پھر پادریوں سے ایک سال یہ بھی ہے کہ آپ میں سے ایک عیسائی یہوداہ نے تیس روپے رشوت لی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمہارے عقیدہ کے مطابق مارے گئے اور صلیب پر چڑھائے گئے اور وہ کئی دنوں تک صلیب پر رہے تھے تو تم نے ان کو صلیب سے کیوں نہیں اتارا؟ اور اس بڑے واقعے میں کیا آپ نے کوئی مزاحمت بھی کی اور کیا تمہارا کوئی آدمی زخمی یا قتل بھی ہوا؟ اگر ایسا کچھ بھی نہیں ہوا تو معلوم ہوا کہ تمہارے بڑوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بے وفائی کی، ان کو تنہا چھوڑا اور تماشا دیکھتے رہے، ایسا کیوں؟ اور جب وہ قتل ہوگئے تو آپ نے ان کی موت پر جشن منانا کیوں شروع کیا؟ اور جس لکڑی صلیب پر ان کو پھانسی دی گئی اس کو مقدس کیوں بنایا؟ اس کو کیوں چومتے ہو اور اس کے سامنے سجدہ کیوں لگاتے ہو؟ اس قصوروار لکڑی پر تو تم کو لعنت بھیجنا چاہئے تھا، اس کے برعکس تم نے اس کو اپنے چرچوں گرجوں اور مقدس مقامات پر رکھنا شروع کردیا۔ ہم اس حقیقت کو نہیں سمجھتے، آپ ہم کو بتادیں اور جواب دے کر سمجھادیں پھر یہ بھی بتادیں کہ جب حضرت عیسیٰؑ اپنے آپ کو دشمن سے نہیں بچاسکے تو وہ معبود کیسے ہوگئے اور تمہارے بقول وہ خدا کیسے ہوگئے؟

(جاری ہے)

فلاحی ریاست اور اسوۂ نبوی

مولانا زاہد الراشدی مدظلہ

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ویلفیئر اسٹیٹ کا صرف تصور نہیں دیا اور اس کی تعلیمات نہیں بیان کیں بلکہ جب آپ تیئس سال کی محنت کے بعد اس دنیا سے تشریف لے گئے تو ایک فلاحی ریاست قائم ہو چکی تھی جسے آج کی دنیا بھی فلاحی ریاست مانتی ہے۔ بخاری شریف کی ایک روایت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب کسی مسلمان کی وفات ہوتی اور آپ ؐ سے تقاضا ہوتا کہ اس کا جنازہ پڑھائیں تو آپ ؐ اس میت کے متعلق کچھ سوالات پوچھتے تھے۔ ایک سوال یہ ہوتا تھا کہ اس کے ذمہ کوئی قرضہ تو نہیں؟ اگر جواب نہ میں ہوتا تو جنازہ پڑھا دیتے۔ اگر مقروض ہوتا تو صحابہ کرامؓ سے پوچھتے کہ قرض کی ادائیگی کا کوئی بندوبست ہے؟ اگر ہوتا تو آپ جنازہ پڑھا دیتے، اگر ایسی کوئی صورت نہ ہوتی تو خود جنازہ نہیں پڑھتے تھے، صحابہ کرامؓ سے فرماتے کہ وہ نماز جنازہ پڑھ لیں۔ ایک صحابی کی وفات پر یہی واقعہ ہوا تو پتہ چلا کہ میت مقروض ہے اور قرضہ اتارنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔ صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ اس کی نماز جنازہ پڑھ لو۔ ایک صحابی حضرت ابوقتادہؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! ہمارا مسلمان بھائی ہے، اسے آپ اس سعادت سے محروم نہ کیجئے، آپ جنازہ پڑھائیں، قرضہ میں ادا کر دوں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازہ پڑھایا اور اس کے بعد ایک اعلان فرمایا جو اسلامی فلاحی ریاست کی بنیاد ہے۔

اس موقع پر فرمایا کہ اگر کوئی مسلمان قرضہ یا بے سہارا خاندان چھوڑ کر فوت ہوا ہے ”فالی وعلی“ وہ میرے پاس آئے گا، وہ میری ذمہ داری ہے۔ تاریخ کے ایک طالب علم کے طور پر میری رائے ہے کہ ”الی“ کی بات تو اس سے قبل بہت لوگوں نے کی ہے کہ کوئی ضرورت مند ہو تو میرے پاس آئے لیکن ”علیّ“ کہ اس کی ذمہ داری مجھ پر ہے، یہ بات تاریخ میں سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پالیسی دی کہ ریاست کے نادار، معذور، غریب اور ضرورت مند لوگ ریاست کی ذمہ داری میں ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس کا ماحول یہ ہوتا تھا کہ جب کوئی شخص آتا اور کسی ضرورت کا تقاضا کرتا تو آپ ؐ ارشاد فرماتے، بھئی! اس کو بیت المال میں سے دے دو، یا کسی سے سفارش کر کے اس کی ضرورت پوری کر دیتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ماحول بنا لیا تھا کہ جو بھی ضرورت مند آتا اس کی ضرورت پوری ہو جاتی تھی۔ اس حوالے سے دو واقعات کی طرف توجہ دلا رہا ہوں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک صحابیؓ تشریف لائے اور عرض کی: یا رسول اللہ! میرا اونٹ راستہ میں مر گیا ہے، گھر سے دور ہوں، مجھے سواری عنایت فرمائیں تاکہ میں گھر جا سکوں۔ آپ ؐ نے فرمایا، بیٹھو، تمہیں اونٹنی کا بچہ دیتا ہوں۔ وہ حیران ہوا کہ مجھے سواری چاہیے، اونٹنی کا بچہ میرے کس کام کا؟ دوبارہ عرض کی: یا رسول اللہ! مجھے سواری چاہیے، میں نے گھر جانا ہے۔ فرمایا: بھئی! کہا تو ہے کہ تمہیں اونٹنی کا بچہ دیتا ہوں۔ وہ پھر پریشان ہوئے اور عرض کی۔ آپ ؐ نے پھر فرمایا: بھئی! اونٹنی کا بچہ دیتا ہوں اور پھر ایک اونٹ منگوا کر ان کے حوالے کیا اور فرمایا کہ یہ بھی کسی اونٹنی کا بچہ ہی ہے۔ میں کہا کرتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوش مزاج بزرگ تھے اور کبھی کبھی اس قسم کی دل لگی فرما لیا کرتے تھے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ ایک موقع پر ہم کچھ لوگوں نے سفر پر جانا تھا اور ہمیں اونٹوں کی ضرورت تھی۔ کہتے ہیں کہ ہمیں کسی قسم کی پریشانی نہیں تھی کیونکہ ہمیں معلوم تھا کہ رسول اللہ کی بارگاہ میں جائیں گے تو مایوس نہیں لوٹیں گے۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! سواری کے لیے اونٹ چاہئیں۔ آپ ؐ نے انکار فرما دیا بلکہ قسم اٹھا لی کہ نہیں دوں گا۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کہتے ہیں کہ مجھ سے غلطی ہوئی کہ میں نے

جاتے ہی مجلس کے ماحول کا لحاظ کیے بغیر اپنی ضرورت پیش کر دی۔ رسول اللہ کسی وجہ سے غصے میں تھے، اس لیے انکار فرما دیا۔ یہ واپس آ گئے اور خاندان والوں کو بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار فرما دیا ہے۔ اسی اثنا میں ایک آدمی آیا اور حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے کہا کہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاد فرما رہے ہیں۔ یہ پہنچے تو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اونٹوں کی دو جوڑیاں کھڑی تھیں۔ آپؐ نے فرمایا: یہ لے جاؤ۔ کہتے ہیں کہ میں نے اونٹ پکڑے اور چل پڑا۔ راستے میں خیال آیا کہ آپؐ نے تو نہ دینے کی قسم اٹھائی تھی، اب اس حالت میں اگر میں نے اونٹ لے لیے تو اس میں کیا برکت ہو گی۔ میں واپس گیا اور آپؐ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ کے پاس تو اونٹ نہیں تھے اور آپ نے مجھے اونٹ نہ دینے کی قسم اٹھائی تھی۔ فرمایا کہ اس وقت میرے پاس اونٹ نہیں تھے، یہ قیس بن اسعدؓ کے باڑے سے ادھارے منگوائے ہیں۔ انہوں نے پھر سوال کیا کہ آپ نے تو قسم اٹھائی تھی۔ فرمایا کہ مجھے قسم یاد ہے لیکن میرا معمول ہے کہ اگر کوئی قسم اٹھا لوں اور مجھے خیال ہو کہ جس کام کے نہ کرنے کی قسم اٹھائی ہے وہ خیر کا کام ہے تو میں قسم کو خیر کے کام میں رکاوٹ کا ذریعہ نہیں بننے دیتا اور کفارہ ادا کر دیتا ہوں۔ یہ ماحول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ہی بن گیا تھا کہ ضرورت مند آپؐ کے پاس آتے تھے اور ان کی ضرورت پوری ہوتی تھی۔ اسی ماحول کو بعد میں حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت عمر فاروقؓ نے منظم کر کے ''رفاہی ریاست'' کی شکل دی جو آج بھی ویلفیئر اسٹیٹ کا ماڈل سمجھا جاتا ہے۔☆☆

پاکستان اسلام کے نام پر بنا ہے اور اسی میں اس کی بقا ہے: تحفظ ختم نبوت کانفرنس کراچی

کراچی (اسٹاف رپورٹر) پاکستان اسلام کے نام پر بنا ہے اور اسلام کے نام پر ہی اس کی بقا ہے۔ قیام پاکستان کی منزل نفاذ اسلام ہے اور اس کی راہ میں کوئی بھی رکاوٹ نہیں ہونی چاہئے۔ امن سب کی ضرورت ہے اور سب کو کوشاں رہنا چاہئے۔ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ تمام مسلمانوں پر فرض ہے۔ اہم سرکاری اور ریاستی عہدوں پر مسلمان ہی فائز ہو سکتے ہیں۔ قادیانیوں کے حوالے سے آئین اور قانون میں پابندی کے لیے ضروری اقدام کئے جائیں۔ تمام سیاسی اور مذہبی جماعتیں اپنی ترجیحات اور پالیسیاں بناتے وقت اسلام اور پاکستان کو مقدم رکھیں اور قادیانی نواز افراد سے دور رہیں۔ بارشوں اور سیلاب کے متاثرین کی ہر ممکن مدد کی جائے۔ عالمی اداروں کے دباؤ یا کسی اور وجہ سے عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت کی آئینی اور قانونی شقوں کے خلاف کسی سازش کو کامیاب نہیں ہونے دیا جائے گا۔ کوئی بھی شخص ختم نبوت پر ایمان رکھے بغیر مسلمان نہیں ہو سکتا ہے۔ ان خیالات کا اظہار جمعرات کی شب مزار قائد کے سامنے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کانفرنس سے مرکزی امیر مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی، مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی، مولانا خواجہ عزیز احمد، مولانا خواجہ خلیل احمد، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، سینئر مولانا عطاء الرحمٰن، مرکزی مبلغ مفتی محمد راشد مدنی، مولانا سید احمد یوسف بنوری، مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا راشد محمود سومرو، قاری محمد عثمان، مولانا عبدالکریم عابد، صوبائی وزیر اور پیپلز پارٹی کراچی کے صدر سعید غنی، جماعت اسلامی پاکستان کے نائب امیر معراج الہدیٰ صدیقی، پاک سرزمین پارٹی کے سربراہ سیّد مصطفیٰ کمال، ایم کیو ایم پاکستان کے سابق سربراہ ڈاکٹر فاروق ستار، جمعیت اہلحدیث کے مولانا ضیاء شاہ اللہ بخاری، جمعیت علمائے پاکستان (نورانی) کے رہنما مولانا قاضی احمد نورانی اور دیگر نے خطاب میں کیا۔ مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی نے کہا کہ علماء کرام اور مسلمانوں نے ۱۹۵۳ء کی ختم نبوت کی تحریک میں قربانیاں دیں اور اس کا نتیجہ تھا کہ ۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی میں فیصلہ کیا گیا کہ قادیانی غیر مسلم ہیں۔ مقررین نے ختم نبوت کی آئینی ترمیم کرنے والی اسمبلی کے ارکان کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے بڑی جدوجہد کے بعد اس فتنے کا آئینی اور قانونی طور پر راستہ روکا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مولانا مفتی محمود، مولانا سید محمد یوسف بنوری، مولانا شاہ احمد نورانی، پروفیسر غفور احمد، چوہدری ظہور الٰہی، ذوالفقار علی بھٹو، یحییٰ بختیار اور دیگر اکابرین کی کوشش اور قربانی کو سلام پیش کرتے ہیں۔ مقررین نے کہا کہ ختم نبوت کے معاملے پر کوئی سمجھوتہ نہیں ہو سکتا ہے۔ کانفرنس میں مختلف قراردادیں منظور کی گئیں۔ ایک قرارداد میں کہا گیا کہ ہم سب کو اپنے ملک سے محبت کے عہد کی تجدید کرنا ہو گی۔ ایک اور قرارداد میں کہا گیا کہ آج کا یہ اجتماع سمجھتا ہے کہ یہ ملک پاکستان اسلام کے نام پر بنا ہے اور اسلام کے نام ہی سے اس کی بقا ہے، لہٰذا قیام پاکستان کی منزل نفاذ اسلام کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہیں ہونی چاہیے، تبھی یہ ملک امن کا گہوارہ بن سکتا ہے۔ خصوصاً عقیدہ ختم نبوت، جس کے تحفظ کرنے کا پاکستان کو سرکاری سطح پر اعزاز حاصل ہے، اس عقیدے کی سلامتی اور اس کے خلاف محرکات مثلاً قادیانی فتنے کے خلاف جدوجہد جاری رہنی چاہیے۔ پاکستان اسلامی ملک ہے اور اسلامی ملک کے سرکاری و ریاستی عہدوں اور کلیدی مناصب پر مسلمان ہی فائز ہو سکتے ہیں۔ کانفرنس رات گئے تک جاری رہی۔ (روزنامہ جنگ کراچی، ۲ر ستمبر ۲۰۲۲ء)

گنہگاروں کے لیے

خدا کی رحمت کے در کھلے ہیں

مولانا ندیم احمد انصاری

’’تَوبَة‘‘ عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے معنی ہیں رجوع کرنا اور لوٹنا۔ یعنی بندہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی نافرمانی میں مبتلا تھا، اب اس نافرمانی کو چھوڑ کر وہ اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کی طرف لوٹ رہا ہے۔ اسی لیے توبہ کو توبہ کہتے ہیں۔

امام نوویؒ نے ارشاد فرمایا: ’’التوبة واجبة من كل ذنب ‘‘ یعنی ہر گناہ سے توبہ کرنا واجب ہے اور جس گناہ سے توبہ کی جاتی ہے، وہ دو قسم کے ہیں؛ ایک تو اللہ تعالیٰ کے حقوق، جس میں کسی بندے کا حق نہیں مارا گیا۔ اگر اس گناہ سے توبہ کر رہا ہے تو اسے تین چیزوں کا اہتمام کرنا ہوگا تب اس کی توبہ، توبہ کہلائے گی اور اگر ان تینوں میں سے ایک چیز بھی رہ گئی تو یہ توبہ، توبہ نہیں کہلائے گی۔ توبہ کرنے والا سب سے پہلا کام تو یہ کرے کہ جس گناہ سے توبہ کر رہا ہے اس سے باز آ جائے اور اس کو چھوڑ دے۔ دوسرے یہ کہ اب تک جو کیا، اس پر ندامت اور پچھتاوا ہو، یعنی دل میں درد اور تکلیف محسوس کرے۔ فانی بدایونی کہتے ہیں:

ہم نے فانیؔ ڈوبتے دیکھی ہے نبضِ کائنات
جب مزاجِ یار کچھ برہم نظر آیا مجھے

یعنی دوست کے مزاج میں ذرا برہمی دیکھی تو صرف اپنی ہی نہیں، بلکہ ساری کائنات کی نبض ڈوبتی معلوم ہوئی۔ حقیقت یہ ہے کہ جس کے ساتھ محبت ہوتی ہے تو جب محبّ اور عاشق کو معلوم ہو جاتا ہے کہ میرا محبوب مجھ سے ناراض ہے تو اس کو کسی کل چین نہیں آتا اور اہلِ ایمان کو تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ بڑی شدید محبت ہوتی ہے: ’’وَالَّذِينَ آمَنُوا اَشَدُّ حُباًّ لِلّٰهِ‘‘ (البقرۃ:165)۔ تیسری شرط یہ ہے کہ پکّا ارادہ اور عزمِ مصمم کرے کہ اب دوبارہ کبھی بھی یہ کام نہیں کروں گا۔ اس طرح کہ مر جاؤں گا، لیکن کبھی یہ کام نہیں کروں گا، خواہ کچھ بھی ہو جائے۔ تب یہ توبہ، توبہ کہلائے گی۔

علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ یہ تین شرطیں ہیں۔ ان میں سے ایک بھی مفقود ہوگئی تو اس کی توبہ درست نہیں ہوگی۔ جیسے اگر دل میں یہ بات ہے کہ پھر سے گناہ کروں گا تو پھر توبہ کا جو مطلب تھا لوٹنا تو وہ فرماں برداری کی طرف کہاں لوٹا؟ اس لیے یہ پکا ارادہ کرنا پڑے گا کہ کچھ بھی ہو جائے، دوبارہ یہ کام نہیں کروں گا۔ جب یہ تینوں باتیں ہوں گی تب یہ توبہ مکمل ہوگی۔

یہ تو حقوق اللہ کا معاملہ ہے۔ اگر حق بندے سے متعلق ہے تو توبہ کے قبول ہونے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ جو حق والا ہے، اسے اس کا حق ادا کر دے۔ مثلاً کسی کا مال لیا تھا تو وہ ادا کر دے۔ کسی کی غیبت کی تھی تو اس سے کہے کہ میں نے آپ کی غیبت کی تھی، مجھے معاف کر دیں۔ اور وہ معاف کر دے تو ہی یہ گناہ معاف ہوگا، ورنہ نہیں۔ (البتہ یہ تب ہے کہ ایسا کرنے سے فتنے کا اندیشہ نہ ہو، ورنہ اس کے لیے دعائے خیر کرے اور اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا کر معافی طلب کرے) یہ توبہ کی کل چار شرطیں ہیں۔

جب انسان گناہ سے توبہ کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے وہ گناہ فرشتوں کو بھلا دیتے ہیں۔ زمین کے جس حصے پر وہ گناہ کیا تھا، اس حصے سے وہ علامتیں مٹا دی جاتی ہیں اور اس کے نامہ اعمال میں سے بھی یہ گناہ نکال دیے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس کے اعضا سے بھی بھلا دیے جاتے ہیں۔ دنیا میں تو یہ ہے کہ سرکار کی طرف سے اگر کسی کو معاف بھی کر دیا جائے تو بھی اس کا ریکارڈ رکھا جاتا ہے کہ وقت پر کام آئے گا، لیکن اللہ تعالیٰ کے یہاں ایسا نہیں۔ وہ غنی ہے، اس کو کسی چیز کی پروا نہیں۔

توبہ میں ایک شکل تو یہ ہے کہ جب گناہوں سے توبہ کرنا چاہے تو گناہوں کو یاد کر کے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے۔ نمازیں چھوٹی ہیں، قضا ہوئی ہیں، ان سے توبہ کریں اور اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑائیں۔ یہ سب تو اجمالی توبہ ہوئی۔ تفصیلی

توبہ یہ ہے کہ ان میں جن چیزوں کی تلافی ممکن ہے،ان کی تلافی میں لگ جائے، مثلاً اب تک نماز نہیں پڑھتے تھے تو حساب لگا کر ان کی قضا شروع کر دے، وغیرہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اس سے پہلے توبہ کرلے کہ سورج مغرب کی طرف سے طلوع ہو، اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیتے ہیں۔(الترغیب للمنذری) اور فرمایا کہ اگر تمہاری خطائیں اتنی ہوجائیں کہ وہ آسمان تک پہنچ جائیں پھر تم توبہ کرو تو بھی اللہ تعالیٰ تمہیں ضرور معاف فرمادے گا۔(ابن ماجہ) نیز فرمایا: حضرت آدم علیہ السلام کی کُل اولاد خطا وار ہے، لیکن ان میں سب سے بہتر خطا کرنے والا وہ ہے جو خطا کے بعد توبہ کرلے۔(ترمذی) اور فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ قبول فرماتے ہیں جاں کنی کا وقت شروع ہونے سے پہلے پہلے۔(ابن ماجہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: اگر تم میں سے کوئی شخص بھی کوئی گناہ نہ کرے تو اللہ تعالیٰ تم سب کو ہلاک کر دے گا اور ایسی قوم کو لائے گا جو گناہ کریں گے اور پھر اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کریں گے۔ پس اللہ تعالیٰ ان سب کو معاف کردے گا۔(مسلم) ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے، جیسا کہ اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔(ابن ماجہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: بے شک! جب کسی بندے سے کوئی گناہ سرزد ہوتا ہے، پھر وہ اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑاتا ہے: اے اللہ! مجھ سے گناہ ہوگیا، مجھے معاف فرما دے! تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میرا بندہ جانتا ہے کہ میرا کوئی رب ہے، جو مغفرت بھی کرسکتا ہے اور پکڑ بھی کرسکتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دیتے ہیں۔ پھر وہ اسی (توبہ کیے ہوئے) حال میں رہتا ہے کہ (بہ تقاضائے بشریت) اس سے پھر گناہ سرزد ہوجاتا ہے، پھر وہ اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کرتا ہے کہ اے اللہ! مجھ سے تیری نافرمانی ہوگئی، مجھے معاف فرما دے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: بے شک میرے بندے کو معلوم ہے کہ میرا ایک رب ہے، جو مجھے معاف بھی کرسکتا ہے اور مجھے پکڑ بھی سکتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اسے معاف فرمادیتے ہیں۔ پھر وہ اسی حال میں رہتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ اس سے پھر کوئی گناہ سرزد ہوجاتا ہے، پھر وہ اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑاتا ہے اور عرض کرتا ہے: اے اللہ! مجھ سے تیری نافرمانی ہوگئی! تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: بے شک میرا بندہ جانتا ہے کہ میرا ایک رب ہے، جو مجھے معاف بھی کرسکتا ہے اور پکڑ بھی سکتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اسے معاف فرمادیتے ہیں۔(الترغیب)

یہ روایات ان حضرات کے لیے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتے ہیں، لیکن شیطان کے دھوکے میں آکر اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت سے ناامید ہوئے بیٹھے ہیں، نہ کہ ان حضرات کے لیے جو گناہوں پر جرأت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات غفور رحیم ہے۔ یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات جس طرح غفور رحیم (بہت زیادہ مغفرت کرنے والی) ہے، اسی طرح شدید العقاب (سخت پکڑ کرنے والی) بھی ہے۔ اسی لیے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ کوئی نیکی چھوٹی سمجھ کر چھوڑ مت، شاید وہی اللہ کی رضا کا سبب بن جائے اور کوئی گناہ چھوٹا سمجھ کر کرو مت، شاید اسی سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائے۔ پھر اللہ تعالیٰ جس طرح آخرت میں غفور رحیم ہے، اسی طرح دنیا میں بھی تو غفور رحیم ہے، لیکن دنیا میں تو کوئی خود کو آگ میں اس بھروسے پر داخل نہیں کرتا، پھر کیوں آخرت کی آگ میں داخل کرتے ہیں، جو کہ دنیا کی آگ سے ستّر گنا خطرناک ہے؟

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح سمجھ عنایت فرمائے اور اپنے دامنِ رحمت میں جگہ عنایت فرمائے، آمین یارب العالمین! ☆☆

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 32514972-32531133

مؤمن کی زندگی

حضرت مولانا عبیداللہ خالد مدظلہ

یہ دنیا عارضی اور فانی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس میں کشش اور جاذبیت رکھی ہے اور انسان اس کرۂ ارض میں آکر اس کی رنگینیوں میں مسحور ہو کر اپنی اصل اور اپنے حقیقی مرجع کو بھول جاتا ہے اور غرور وتکبر میں مبتلا ہو کر سرکشی پر اتر آتا ہے، ایک مؤمن کی یہ شان ہے کہ وہ اپنی چوبیس گھنٹے کی زندگی میں پوری کوشش کرے کہ اس کا دل اللہ تعالیٰ کی یاد سے وابستہ ہو، اس کی صبح شام، دن رات یادِ الٰہی سے معمور ہو تاکہ وہ دنیا میں رہ کر دنیا کے سحر سے محفوظ رہے، سرکشی اور غرور وتکبر میں مبتلا نہ ہو، خوشی ہو یا غم دونوں حالتوں میں اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے والا ہو اور اللہ تعالیٰ کے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھالنے والا ہو، مؤمن کو خوشی وغم دونوں حالتوں میں اپنا محاسبہ کرنا چاہیے اور نفس وشیطان کے شر سے اپنے آپ کو حتی الوسع بچانا چاہیے، تاکہ وہ انسان کو راہ راست سے نہ ہٹائیں اور ان کے فریب میں آکر ایک مسلمان اس دنیا کو آخری، حقیقی اور لازوال ٹھکانا سمجھ کر اپنے تن من دھن کی بازی اس کے حصول میں نہ لگائے اور اس کے فریب میں مبتلا ہو کر زندگی کے قیمتی لمحات ضائع نہ کرے، اس لیے حدیث میں آتا ہے کہ ’’الدنیا سجن المؤمن وجنۃ الکافر‘‘ لہٰذا ایک مسلمان کو ہر وقت تیقظ اور بیدار مغزی کا مظاہرہ کرنا چاہیے، دنیا کی خوشی اور اس کا حصول چاہے کتنا ہی اعلیٰ پیمانے کا کیوں نہ ہو، اس پر غرور وتکبر اور گھمنڈ نہیں کرنا چاہیے، وہ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے، ہاں! اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ضرور ادا کرنا چاہیے اور اس کے جو شرعی تقاضے اور حقوق ہیں ان کو بہرحال بجالانا چاہیے۔

اسی طرح حصول معاش اور کمانے کے ذرائع اختیار کرنا شریعت میں ممنوع نہیں ہے، لیکن ان میں اس طرح کی مشغولیت اور انہماک ممنوع ہے، جس سے عبادت الٰہی اور آخرت کی طرف توجہ متاثر ہو، دنیا طلبی کی حرص میں مبتلا ہو کر انسان اپنے خالق اور مسبب حقیقی کی یاد سے غافل ہو جائے اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی میں کوتاہی کا مرتکب ہو۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایسے لوگوں کی تعریف وتحسین فرمائی ہے جن کو دنیا کی مشغولیت اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہیں کرتی، وہ اپنی تجارت وغیرہ میں مشغول رہنے کے باوجود امور آخرت سے غافل نہیں ہوتے بلکہ دنیا کے ساتھ آخرت کی صلاح وفلاح کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجیے کہ میں جب اس کو اختیار کروں تو اللہ تعالیٰ بھی مجھ سے محبت کریں اور لوگ بھی مجھ سے محبت کریں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، دنیا سے زہد اختیار کرو (یعنی اس کی محبت میں گرفتار نہ ہو، اس کی فضولیات سے اعراض کرو اور امور آخرت کی طرف متوجہ رہو) اللہ تعالیٰ تم سے محبت رکھے گا اور اس چیز کی طرف رغبت نہ کرو جو لوگوں کے پاس ہے (یعنی جاہ ودولت) لوگ تم سے محبت کریں گے۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے احکامات پر عمل کرنے والا بنائے اور مسنون زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

☆☆..........☆☆

ESTD 1880
سو سال سے زائد بہترین خدمت
ABS
ABDULLAH BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell:0301-2352363

بقیہ:...... اداریہ

جماعت نے شروع سے ہی اپنا مخصوص تبلیغی نظام قائم کیا اور مبلغین کا ایک مربوط ومنظّم سلسلہ شروع کیا جو ہر شہر، ہر قریہ، ہر بستی میں ختم نبوت کے تحفظ اور ردّ قادیانیت کے لیے لوگوں کی ذہن سازی میں مصروف رہا۔ آج بھی یہ سلسلہ قائم ہے اور معمولی تنخواہ پر پچاس کے قریب مبلغین جماعت کے تحت کام کررہے ہیں، جہاں ضرورت پڑے ایک اطلاع دینے پر یہ مبلغین وہاں پہنچ جاتے ہیں۔

جماعت نے علماء، طلباء اور دیگر تعلیم یافتہ افراد کو اس موضوع پر تیار کرنے کے لیے ہر شہر میں مختلف تربیتی کورس کرائے۔ چناب نگر میں ہر سال باقاعدہ مستقل تربیتی کورس منعقد ہوتا ہے، جبکہ تخصص تحفظ ختم نبوت کا شعبہ اس کے علاوہ مستقل قائم ہے، جس میں اس موضوع پر افراد کو تیار کیا جاتا ہے۔

جماعت کا کام اگرچہ عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ تعلیمی میدان میں بھی جماعت کی کارکردگی قابل ستائش ہے۔ جماعت نے چناب نگر کے علاوہ مختلف علاقوں میں خود بھی مدارس قائم کیے اور کوشش کرکے بہت سے مدارس دوسرے حضرات سے قائم کروائے۔

جماعت نے اسلام کی تبلیغ، تحفظ عقیدۂ ختم نبوت اور ردّ قادیانیت کے سلسلہ میں شعبۂ نشر واشاعت بھی قائم کیا۔ اس شعبہ کے تحت سیکڑوں چھوٹی بڑی کتب، پمفلٹ اور اشتہار لاکھوں کی تعداد میں شائع ہوچکے ہیں۔ آج بھی ختم نبوت اور ردّ قادیانیت کے سلسلہ میں لٹریچر ہمہ وقت مفت دستیاب ہے۔ جماعت نے اس شعبہ کے تحت بہت سی کتابیں شائع کیں، مگر اس شعبہ کے تحت تحفہ قادیانیت چھ جلدیں، قومی اسمبلی کی مصدقہ رپورٹ چھ جلدیں، چمنستانِ ختم نبوت پانچ جلدیں، احتساب قادیانیت ساٹھ جلدیں، محاسبہ قادیانیت بیس جلدیں، تحریک ختم نبوت دس جلدیں، مقدمہ بہاولپور تین جلدیں اور حال ہی میں شائع ہونے والی کتاب عدالتی فیصلے دو جلدیں قابل قدر کارنامہ ہے۔ اس کے علاوہ ہفت روزہ ختم نبوت کراچی سے اور ماہنامہ لولاک ملتان مرکز سے باقاعدگی سے شائع ہوتا ہے۔

مجلس تحفظ ختم نبوت کا عزم یہ ہے کہ ہر مسلمان کے دل میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا جذبہ بیدار کیا جائے اور اس محبت کے نتیجہ میں ہر مسلمان کو یہ بات سمجھادی جائے بلکہ ان کے دل ودماغ میں بٹھادی جائے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کی حفاظت اور عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ اور اس کی نگہبانی وپاسبانی ہر مسلمان کا فریضہ ہے، اس کے لیے جماعت نے جہاں مختصر اور طویل دورانیے کے تربیتی کورسوں کا اہتمام کیا، سیمینار، علمی مذاکرے، تقریری اور معلوماتی انعامی مقابلے کروائے وہاں جلسوں اور کانفرنسوں کا بھی اہتمام کیا۔ چنانچہ جماعت کے ماتحت بلاشبہ پورے ملک میں علاقائی وضلعی سطحوں پر سیکڑوں چھوٹے بڑے پروگرام ہوتے ہیں، جن میں ہر سال مختلف بڑے شہروں میں بڑی بڑی عظیم الشان کانفرنسیں بھی منعقد ہوتی ہیں۔ گزشتہ سال ۶ ستمبر ۲۰۲۱ء کو لیاقت باغ راولپنڈی، ۷ ستمبر ۲۰۲۱ء کو مینار پاکستان لاہور، ۷ ستمبر کو قصہ خوانی بازار پشاور، ۳۰ ستمبر ۲۰۲۱ء کو عیدگاہ سرگودھا اور ۷ اکتوبر ۲۰۲۱ء کو قلعہ کہنہ قاسم باغ ملتان میں عظیم الشان کانفرنسیں منعقد ہوئیں (چناب نگر کی سالانہ کانفرنس اس کے علاوہ ہے)۔ یہ کانفرنسیں شرکاء کی تعداد، نظم وضبط، حسن انتظام اور بیانات ہر اعتبار سے اپنی مثال آپ تھیں، ان کانفرنسوں کو دیکھ کر ہر مسلمان کی آنکھ ٹھنڈی اور دل پرسکون ہوا، جس نے بھی ان عظیم الشان کانفرنسوں کو دیکھا، عش عش کر اٹھا۔ ختم نبوت کا بول بالا ہوا۔ ہر مسلمان، ہر عاشق رسول نے ان کانفرنسوں میں شرکت کرکے جہاں اپنی والہانہ محبت رسول کا اظہار کیا، وہاں یہ عزم بھی دہرایا کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے وہ ہر قربانی دینے کے لیے تیار ہیں اور قادیانیت کا اس طرح ہر جگہ تعاقب کریں گے کہ انہیں منہ چھپانے کے لیے بھی جگہ نہیں ملے گی۔

ان کانفرنسوں کو دیکھتے ہوئے کراچی کے احباب میں بھی ایمانی جذبے نے انگڑائی لی اور انہوں نے مرکزی قیادت کے سامنے اس خواہش کا اظہار کیا کہ آئندہ سال ستمبر ۲۰۲۲ء میں یہ مرکزی کانفرنس کراچی میں رکھی جائے۔ مرکزی قیادت کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے اہل

کراچی کی درخواست کو شرف قبول بخشا، اسی کے نتیجہ میں آج یکم ستمبر ۲۰۲۲ء کو یہ عظیم الشان کانفرنس منعقد ہو رہی ہے۔ جس کے لئے تمام کارکنان تحفظ ختم نبوت کراچی نے دن رات محنت کی، خصوصاً مرکزی مبلغ حضرت مولانا قاضی احسان احمد کی سرپرستی میں ان کی ٹیم جن میں رانا محمد انور، سیّد انوار الحسن کے علاوہ مولانا عبدالحئی، مولانا محمد رضوان، مولانا محمد کلیم اللہ نعمان، مولانا محمد شعیب کمال، مولانا محمد عادل غنی، حافظ عرفان علی، مولانا محمد اسحاق اور مولانا محمد قاسم شامل ہیں، ان حضرات نے پورے کراچی کو چھ ضلعوں میں اور اٹھارہ ٹاؤنز میں تقسیم کر کے اس میں موجود تقریباً ہر ہر مدرسہ اور ہر ہر مسجد میں کام کی ترتیب بنائی، جہاں مدارس کے ذمہ داران اور مساجد کے ائمہ نے اپنے طلبہ اور نمازی حضرات کی جماعتیں بنا کر پورے اہلیان کراچی کو اپنے بیانات، سیمینارز اور اجتماعات کے ذریعے اس کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی، جس کا مظہر آج کی یہ عظیم الشان اور فقید المثال کانفرنس ہے۔ اہل کراچی نے اپنے روایتی جوش و خروش کے ساتھ والہانہ انداز میں اس کانفرنس میں شرکت کر کے اور اسے بھرپور انداز میں کامیاب بنا کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی محبت و عقیدت کا ثبوت دیا اور اِن شاء اللہ! کل روزِ محشر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے حقدار بنیں گے۔

محترم علماء کرام و مشائخ عظام!

اہل کراچی نے صرف اس کانفرنس کی کامیابی ہی میں کردار ادا نہیں کیا بلکہ اہلیان کراچی نے ہمیشہ ہر کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے، خواہ وہ دینی مدارس کے ساتھ تعاون ہو یا دینی تنظیموں اور دینی تحریکات کا معاملہ ہو، اپنے مسلمان بھائیوں کی امداد اور ان کی خبر گیری ہو، خصوصاً جب کوئی اجتماعی آفت اور مصیبت کا وہ شکار ہوئے ہوں تو اہل کراچی نے اپنے دل کے دروازے بھی وا کیے اور اپنے خزانوں اور تجوریوں کے منہ بھی کھول دیے اور اپنی بساط سے بڑھ کر خلوص و جذبے سے اپنے آپ کو بھی پیش کیا اور اپنا مال بھی حاضر کیا۔ کوئی بھی تحریک خواہ دینی ہو یا سیاسی جب تک اہلیان کراچی اس کا ساتھ نہ دیں تو وہ تحریک کبھی کامیابی سے ہمکنار نہیں ہوتی۔ مگر عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے اہل کراچی کا جوش ایمانی اور جذبۂ دینی قابل دید ہے کہ اس کام کے لیے ہمیشہ وہ پیش پیش رہے۔ قادیانیوں کی سرگرمیوں کی روک تھام کے لیے ملتان کے بعد پہلا مرکز کراچی میں قائم کیا گیا اور اس کے نظم کے لیے حضرت مولانا لال حسین اخترؒ کو کراچی بھیجا گیا۔ جس کا پہلے دفتر ریڈیو پاکستان کے قریب تھا اور اس کے بعد حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن قدس سرہ کی کوششوں سے یہ موجودہ خوبصورت دفتر ایم اے جناح روڈ نز د مزارِ قائد تعمیر کیا گیا۔

قادیانیوں نے ۱۷،۱۸ر مئی ۱۹۵۳ء کو جہانگیر پارک کراچی میں جلسہ عام کا اعلان کیا اور اپنے اسلام کو زندہ اسلام سے تعبیر کیا تو اہل کراچی نے خواجہ ناظم الدین کو پچاسوں تار بھیجے، وفود نے ملاقات کر کے اپنی تشویش کا اظہار کیا، ان حالات کو دیکھتے ہوئے خواجہ ناظم الدین نے سر ظفر اللہ کو جلسے میں جانے سے منع کیا مگر ظفر اللہ نے یہ کہہ کر خواجہ ناظم الدین کی بات ماننے سے انکار کر دیا کہ میں وزارت چھوڑ سکتا ہوں مگر جلسہ نہیں چھوڑ سکتا اور وہ لوہے کی ٹوپی پہن کر پولیس کی سنگینوں کے پہرے میں جلسے میں پہنچا مگر اہل کراچی نے یہ جلسہ درہم برہم کر کے رکھ دیا، اسلامیان کراچی نے پولیس کا تشدد تو برداشت کیا لیکن جلسہ درہم برہم کر کے جہاں اپنی غیرت ایمانی کا ثبوت دیا، وہاں قادیانیوں کے تابوت میں ایک کیل بھی ٹھونک دی۔

۲ر جون ۱۹۵۳ء کو مولانا لال حسین اختر کی مساعی سے تھیوسوفیکل ہال کراچی میں آل مسلم پارٹیز کانفرنس کا اہتمام ہوا جس میں پہلی مرتبہ تین مطالبات رکھے گئے۔ (۱) قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ (۲) چوہدری ظفر اللہ خان کو وزارت خارجہ کے عہدہ سے علیحدہ کیا جائے۔ (۳) تمام کلیدی اسامیوں سے قادیانی افسروں کو ہٹایا جائے۔

۱۶،۱۷،۱۸ر جنوری ۱۹۵۳ء کو کراچی میں عظیم الشان تاریخی اجتماع ہوا جس میں ملک بھر کے جید علماءِ کرام، مشائخ عظام اور سیاسی راہنماؤں نے خطاب کیا۔ اسی جلسہ میں تحریک چلانے کے لیے راست اقدام کا فیصلہ کیا گیا۔

۲۴فروری ۱۹۵۳ءکو آرام باغ کراچی میں عظیم الشان جلسہ کا اہتمام کیا گیا اور اہل کراچی نے ہاتھ بلند کرکے پوری مجلس عمل کے راہنماؤں کے ساتھ یکجہتی کا مظاہرہ کیا۔غرضیکہ ۱۹۵۳ء کی تحریک میں اسلامیان کراچی نے بھرپور کردار ادا کیا، بلکہ یہ کہا جائے کہ اس تحریک کی بنیاد کراچی میں رکھی گئی تو بے جا نہ ہوگا۔

۱۹۷۴ء کی تحریک میں بھی اسلامیان کراچی کا بھرپور کردار فراموش نہیں کیا جاسکتا کہ یہ تحریک تو محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری نور اللہ مرقدہٗ کی قیادت میں چلی تھی اور حضرت بنوری کا تعلق کراچی سے تھا، اسی طرح علامہ شاہ احمد نورانیؒ اور پروفیسر غفور احمدؒ کا تعلق بھی کراچی سے تھا، جنھوں نے حضرت مولانا مفتی محمودؒ کی قیادت میں قومی اسمبلی میں کلیدی کردار ادا کیا۔گویا کہ تحریک کی پورے ملک میں قیادت کراچی نے کی۔

حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ کے بعد امام اہل سنت حضرت مفتی احمد الرحمٰنؒ اور ان کے بعد حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی نائب امیر کی حیثیت سے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے محنتیں، مساعی جمیلہ اور کوششیں آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔حضرت لدھیانوی کی شہادت کے بعد جب حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ کے حکم پر مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ، حضرت سید نفیس شاہ الحسینی کی خدمت میں حضرت امیر مرکزیہ کا پیغام لے کر گئے کہ اب آپ مجلس کی نائب امارت کی ذمہ داری سنبھالیں تو حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ مفتی احمد الرحمٰنؒ اور حضرت لدھیانوی شہیدؒ نے اپنی مساعی سے اس منصب کو اتنا اونچا کردیا ہے کہ میں اس ذمہ داری کو کیوں کر سنبھال پاؤں گا۔

خاص طور پر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ نے اپنا قلم اس فتنے کی سرکوبی کے لیے وقف کردیا تھا، اللہ تعالیٰ نے تردید باطل اور احقاق حق میں حضرت لدھیانوی شہیدؒ کو درجۂ امامت پر فائز فرمایا تھا، خصوصاً تردید قادیانیت میں ان کی خدمات رہتی دنیا تک امت کی راہنمائی کرتی رہیں گی۔آپ نے مسئلہ قادیانیت کو ایک اچھوتے انداز اور ایسے عام فہم انداز میں سمجھایا کہ عام سے عام آدمی کے لیے بھی یہ مسئلہ سمجھنا آسان ہوگیا۔ آپ کے قلم وزبان سے اس موضوع پر متعدد رسائل وخطبات صادر ہوئے جو تحفۂ قادیانیت کے نام سے چھ جلدوں میں شائع ہوئے۔

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ کے خلیفہ اجل اور جانشین حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری شہید رحمہ اللہ نے بھی اپنے شیخ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کو اپنی زندگی کا مشن بنالیا اور اپنی تحریر وتقریر کے ذریعہ سے اس کی حفاظت کی۔فتاویٰ ختم نبوت کو جمع کیا جو تین جلدوں میں شائع ہوئے، اس موضوع پر متعدد رسائل آپ کے قلم سے نکلے۔حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ ہی کی تربیت یافتہ دو عظیم ہستیاں مفتی محمد جمیل خان شہید اور مفتی نظام الدین شامزی شہید رحمہم اللہ کی بھی ختم نبوت کے لیے عظیم الشان اور ناقابل فراموش خدمات ہیں۔

حضرت مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندر نور اللہ مرقدہٗ کے دورِ امارت (فروری ۲۰۱۵ءتا جون ۲۰۲۱ء) میں مجلس تحفظ ختم نبوت نے نمایاں کارنامے انجام دیے۔مذکورہ بالا تمام حضرات کا تعلق کراچی سے تھا اور موجودہ نائب امیر حضرت مولانا سید سلیمان یوسف بنوری الحسینی مدظلہ بھی کراچی سے تعلق رکھتے ہیں۔اس طرح اسلامیانِ کراچی نے ہر دور میں تحفظ ختم نبوت کا فریضہ احسن انداز میں انجام دیا۔آج بھی میں کراچی کے تمام غیور مسلمانوں کی طرف سے نمائندگی کرتے ہوئے اپنی مرکزی قیادت اور تمام علماء کرام ومشائخ عظام کو یقین دہانی کراتے ہوئے اس عزم کا اظہار کرتا ہوں کہ آقائے نامدار سرورِ دوعالم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس اور تحفظ ختم نبوت کے لیے جب بھی ضرورت پڑی تو کراچی کے ان عاشقانِ رسول کو آپ ہمیشہ ہراول دستے کے طور پر سامنے پائیں گے اور اس مقدس مشن سے ہم ایک قدم بھی پیچھے نہیں ہٹیں گے۔

اس اجتماع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہم علماء ومشائخ اور دیگر رہنمایانِ قوم کی خدمت میں دست بستہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی تحریک کے بعد شاید ہم مطمئن ہوکر بیٹھ گئے ہیں کہ مسئلہ حل ہوگیا اور اب اس کے لیے مزید محنت کی ضرورت نہیں۔لیکن حالات اس کے برعکس ہیں، ۱۹۵۳ء کی تحریک کے وقت کے لوگ تو اس وقت شاید چند افراد ہی حیات ہوں اور ۱۹۷۴ء، ۱۹۸۴ء کی تحریک کو بھی بہت عرصہ بیت چکا۔آج کا نوجوان نہ

ان تحریکات سے واقف ہے اور نہ ہی ہم آج وہ ماحول برقرار رکھ سکے ہیں جو ان تحریکات کے وقت تھا، اس لیے آج کا نوجوان اور آئندہ پروان چڑھنے والی نسلیں اس فتنے سے آگاہ ہی نہیں ہیں۔ جبکہ قادیانیوں نے اپنا طریقۂ کار بھی تبدیل کرلیا ہے، وہ اپنے حقوق کا رونا رو کر گمراہی پھیلانے میں لگے ہوئے ہیں۔ اس سلسلے میں انہوں نے عالمی اداروں کا سہارا لیا ہوا ہے، لہٰذا موجودہ دور کی صورتحال کو سامنے رکھ کر نئے سرے سے اپنی ترجیحات قائم کرنے اور مسلسل امت مسلمہ کو اس فتنہ سے آگاہ کرنے کی ضرورت ہے۔ اس میں مرکزی کردار علماء اور مشائخ ہی ادا کرسکتے ہیں۔

قادیانیوں کی پشت پناہی کرنے والے تمام بین الاقوامی حلقوں، اقوام متحدہ، یورپی یونین، ایمنسٹی انٹرنیشنل اور امریکا بہادر سے بھی کہنا چاہتے ہیں کہ جب پاکستان کی پارلیمنٹ نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا، ایک بار نہیں چار بار، پہلی مرتبہ ۱۹۷۴ء میں، دوسرا جب جنرل محمد ضیاء الحق نے ۱۹۸۴ء میں آرڈیننس پاس کیا اور بعد میں پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر اس کی منظوری دی، تیسری مرتبہ جب جناب سیّد یوسف رضا گیلانی کے دور میں پارلیمنٹ نے پورے دستور پر نظر ثانی کی اور جناب میاں رضا ربانی کی سربراہی میں کمیٹی نے طے کیا کہ دستور میں ختم نبوت سے متعلقہ دفعات جوں کی توں بحال رہیں گی تو پارلیمنٹ نے اس کی توثیق کرتے ہوئے قادیانیوں کی سابقہ دستوری حیثیت بحال رکھی۔ چوتھی مرتبہ جب انتخابی قواعد وضوابط میں ترامیم کے متنازع بل سے یہ مسئلہ پھر اٹھ کھڑا ہوا تو پوری پارلیمنٹ نے اس پر غور وخوض کے بعد متفقہ اعلان کیا کہ قادیانیوں کی حیثیت وہی رہے گی جو ۱۹۷۴ء کی پارلیمنٹ نے طے کی تھی۔ مختلف مواقع پر عوام کے ووٹوں سے منتخب ہونے والی پارلیمنٹ نے چار مرتبہ اس قومی فیصلے کا اعلان کیا۔ دنیا میں ہر جگہ کسی بھی ملک میں ہونے والے دستوری فیصلوں کا احترام کیا جاتا ہے تو عالمی برادری اس فیصلے کو تسلیم نہ کرنے پر کیوں مصر ہے؟ جبکہ عالم اسلام کے تمام ادارے اور تمام دارالافتاء ان کے کفر پر فتاویٰ جاری کرچکے ہیں، جس جس عدالت میں ان کا مقدمہ گیا تقریباً تمام عدالتوں کے فیصلے موجود ہیں کہ قادیانی مسلمانوں سے علیحدہ ایک قوم ہے اور خود قادیانی بھی اپنے آپ کو مسلمانوں سے علیحدہ گردانتے ہیں تو پھر ان کو مسلمانوں میں شامل کیے جانے پر اصرار سمجھ سے بالاتر ہے۔ ایک طرف تقریباً ایک ارب سے زائد مسلمان ہیں اور دوسری طرف چند لاکھ قادیانی۔ مگر عالمی برادری اس عظیم اکثریت کے مقابلے میں چند افراد کو اہمیت دیتی ہے جو سمجھ سے بالاتر ہے۔ عالمی برادری کو اپنی روش پر غور کرنا بلکہ اسے تبدیل کرنا چاہیے۔

اس اجتماع کی وساطت سے ہم قادیانیوں سے کہنا چاہتے ہیں کہ ایک نئی نبوت کے ماننے کے بعد تم نے اپنا راستہ خود مسلمانوں سے علیحدہ کرلیا ہے اور اس کا تم خود بھی اقرار کرتے ہو، اس لیے تمہارے لیے دو ہی راستے ہیں: اگر تم اس نئی نبوت کے ماننے پر بضد ہو تو اپنے آپ کو مسلمانوں سے علیحدہ قوم اور اپنے آپ کو غیر مسلم اقلیت تسلیم کرلو۔ مسلمانوں میں گھسنے کی ناکام کوشش مت کرو اور اگر اپنے آپ کو مسلمانوں میں شمار کرنا چاہتے ہو تو راستہ کھلا ہے۔ مرزا غلام احمد کی نبوت کا انکار کرکے خاتم الانبیاء حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے وابستہ ہوجاؤ بلکہ ہم انتہائی دلسوزی اور اخلاص کے ساتھ تمام قادیانیوں کو دعوت دیتے ہیں کہ تم ایک طویل عرصہ سے دجل وتلبیس کی دلدل میں دھنسے ہوئے ہو، غلط تاویلات کرکے تم خود تذبذب کا شکار ہو، آؤ! سچے دل سے اسلام کے دامن عافیت اور ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی چادرِ رحمت کے سایہ میں آکر سکون حاصل کرو۔ مسلمان تمہیں سینے سے لگانے کے لیے تیار ہیں۔ عوام سے کہنا چاہتے ہیں کہ آپ نے آج تک عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ کیا ہے اور قادیانیوں سے متعلق آئینی دفعات پر پہرا دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عالمی اداروں کے تمام تر زور صرف کرنے اور قادیانیوں سے ہمدردی رکھنے والے تمام اداروں کی سرتوڑ کوشش کے باوجود نہ قادیانی اپنی کسی سازش میں کامیاب ہوسکے اور نہ کسی کو ان آئینی دفعات کو ختم کرنے کی ہمت ہوئی۔ بس ہمیشہ بیدار رہو، اسی طرح ختم نبوت کی پاسبانی کا فریضہ انجام دیتے رہو اور چوکنا ہوکر چوکیداری کرتے رہو تاکہ کوئی قزاق ختم نبوت کے عقیدہ میں نقب زنی کرنے میں کامیاب نہ ہو۔ ایک بار پھر آپ تمام حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ خاص طور پر ان تمام رفقاء وکارکنان ختم نبوت کا جنہوں نے اس کانفرنس کی کامیابی کے لیے دن رات محنت کی۔ اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے، آمین!

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیّدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

تحفظ ختم نبوت کانفرنس کراچی میں منظور کردہ قراردادیں

۱:… آج کا یہ عظیم الشان فقیدالمثال اجتماع قرار دیتا ہے کہ ہم سب کو اپنے ملک سے محبت کے عہد کی تجدید کرنا ہوگی، اس لئے کہ ملک ہے تو ہم سب ہیں، اگر خدانخواستہ ملک غیر مستحکم ہوا یا اسے کچھ ہوگیا تو محفوظ کوئی بھی نہیں رہے گا۔

۲:… آج کا یہ اجتماع سمجھتا ہے کہ یہ ملک پاکستان اسلام کے نام پر بنا ہے اور اسلام کے نام ہی سے اس کی بقا ہے، لہٰذا قیامِ پاکستان کی منزل نفاذِ اسلام کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہیں ہونی چاہیے اور اسلام کا نظام نافذ کرنا چاہیے، تبھی یہ ملک امن کا گہوارہ بن سکتا ہے۔

۳:… خصوصاً عقیدۂ ختم نبوت، جس کے تحفظ کرنے کا پاکستان کو سرکاری سطح پر اعزاز حاصل ہے، اس عقیدے کی سلامتی اور اس کے خلاف محرکات مثلاً قادیانی فتنے کے خلاف جدوجہد جاری رہنی چاہیے۔

۴:… پاکستان اسلامی ملک ہے اور اسلامی ملک کے سرکاری و ریاستی عہدوں اور کلیدی مناصب پر مسلمان ہی فائز ہوسکتے ہیں، لہٰذا قادیانیوں کا داخلہ تمام کلیدی عہدوں پر بند کیا جائے اور جس عہدے پر جو قادیانی فائز ہے، اسے اس سے برطرف کیا جائے۔

۵:… پچھلے دورِ حکومت میں ایک سکہ بند قادیانی بلال حئی جس کا تعلق سیالکوٹ سے ہے، کو آذربائیجان میں پاکستان کا سفیر بنا کر تعینات کیا گیا جو ابھی تک اس عہدے پر براجمان ہے، یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ آذربائیجان میں مقیم قادیانی سفیر کو فوراً واپس بلاکر اس کی جگہ کسی مسلمان اور محبّ وطن پاکستانی کا تقرر کیا جائے۔

۶:… تمام سیاسی جماعتوں کو چاہیے کہ اپنی ترجیحات اور پالیسیاں اسلام اور پاکستان کو مقدم رکھ کر طے کریں اور قادیانی نوازافراد سے اپنی صف بندی جدا کریں۔ یاد رکھیں کہ ہمارے ملک پاکستان کے مصور و خالق شاعر مشرق ڈاکٹر علامہ اقبال مرحوم نے کہا تھا کہ ”قادیانی ملک اور ملت کے غدار ہیں۔“

۷:… اس وقت ملک بھر میں جو سیلابی صورت حال ہے اور آزمائش کی اس گھڑی میں ہمارے ہم وطن مبتلا ہیں، ہمارا فرض بنتا ہے کہ تمام تر مذہبی و مسلکی، قومی و لسانی اور سیاسی و گروہی مفادات سے بالاتر ہوکر ان کی امداد کریں اور اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ و استغفار کا اہتمام کریں۔

۸:… آج کا مسلمانوں کا یہ عظیم اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ وطن عزیز سے جس طرح قانونی وعدالتی طور پر سود کو حرام اور ممنوع قرار دیا گیا ہے، اسی طرح حکومت پاکستان اسے سرکاری، انتظامی اور بینکاری سطح پر بھی ممنوع قرار دے۔

۹:… آج کے اس اجتماع کے توسط سے ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ تمام مسلمان قادیانی مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ کریں، کیونکہ قادیانی اپنے مال کا ایک معتدبہ حصہ مسلمانوں کو مرتد بنانے پر صرف کرتے ہیں، لہٰذا عاشقان مصطفیٰ کی ذمہ داری بنتی ہے کہ محبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا ثبوت دیتے ہوئے منکرین ختم نبوت کا مکمل معاشی مقاطعہ کریں۔

۱۰:… قادیانی جہاد کے منکر ہیں، لہٰذا انہیں فوج کے عہدوں پر نہ رکھا جائے۔

۱۱:… قادیانی آئین پاکستان کو تسلیم کرنے سے انکاری ہیں، حکومت انہیں آئین کا پابند بنائے۔

۱۲:… قادیانی شعائر اسلام کا استعمال نہیں کرسکتے، ہم حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ قادیانیوں کو امتناع قادیانیت آرڈیننس پر عمل درآمد کرنے کا پابند بنایا جائے۔

۱۳:… آج کا یہ اجتماع پوری دنیا کے سامنے قادیانیت کے خلاف ایک ریفرنڈم ہے اور اہل کراچی نے اپنا فیصلہ سنادیا ہے کہ عالمی اداروں کی تحفظ عقیدۂ ختم نبوت اور تحفظ ناموس رسالت کے قانون کے خلاف کوئی سازش کامیاب نہیں ہونے دی جائے گی۔

۱۴:… آخر میں ہم قادیانیوں کو بھی یہ پیغام دینا چاہتے ہیں کہ وہ آج بھی اگر مرزا غلام احمد قادیانی ملعون کی جھوٹی نبوت کا طوق اتار کر دامن محمدی سے وابستہ ہوجائیں تو ہم انہیں اپنے بھائیوں کی طرح سینے سے لگالنے کو تیار ہیں۔ ہم قادیانیوں کو دعوتِ اسلام دیتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی بدبخت پر تین حرف بھیج کر خاتم النبیین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کے سائے میں آجائیں۔“ ☆☆

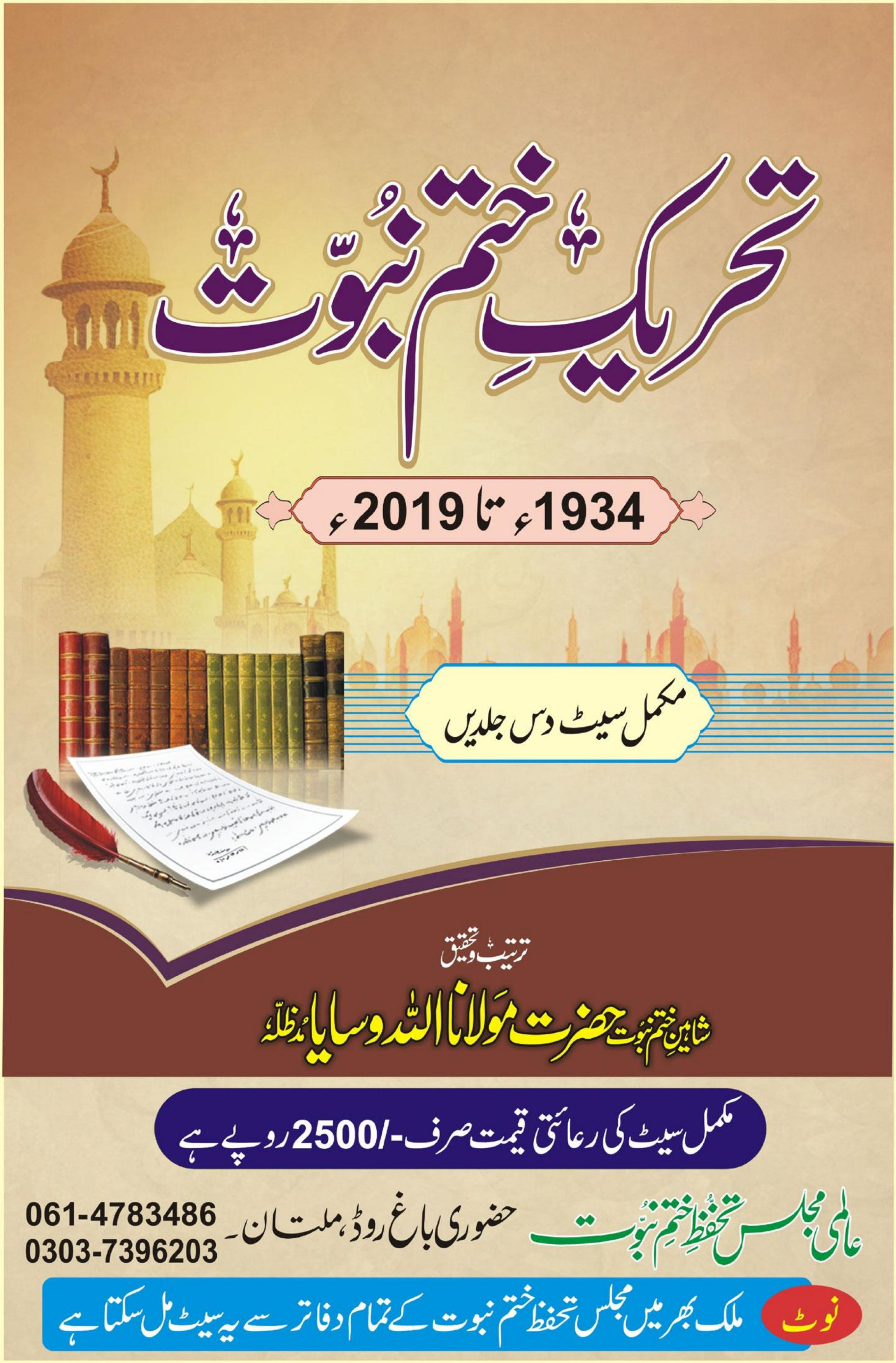
تحریکِ ختمِ نبوّت
1934ء تا 2019ء
مکمل سیٹ دس جلدیں
ترتیب وتحقیق
شاہینِ ختمِ نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
مکمل سیٹ کی رعائتی قیمت صرف -/2500 روپے ہے
عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت
حضوری باغ روڈ، ملتان۔
061-4783486
0303-7396203
نوٹ
ملک بھر میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام دفاتر سے یہ سیٹ مل سکتا ہے